2023 - 2024 ISSUE 4

النصرت

لجنہ اماء اللہ یو کے کا ادبی، تعلیمی اور تربیتی رسالہ



عائلی زندگی کے مسائل اور ان کا حل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

قَدۡ جَآءَ الدِّیۡنُ مِنَ النُّصۡرَۃِ ثُمَّ سَیَعُوۡدُ مِنَ النُّصۡرَۃِ

دین پہلے بھی نصرت ہی سے غالب آیا تھا اور اب دوبارہ بھی وہ نصرت ہی کے ذریعہ سے غالب آئے گا۔

(تذکرہ۔ایڈیشن 2023۔الہام مورخہ 3/اکتوبر 1904۔صفحہ نمبر 486)

النصرت اردو ٹیم

زیر نگرانی	ڈاکٹر قرۃ العین عینی رحمٰن صاحبہ (صدر لجنہ اماءاللہ برطانیہ) لبنیٰ سہیل صاحبہ (سیکریٹری اشاعت لجنہ اماءاللہ برطانیہ)
مجلس ادارت	قانتہ راشد صاحبہ، نصیرہ نور صاحبہ فریدہ بشارت صاحبہ، سائحہ معاذ صاحبہ
مدیرہ	صدیقہ سلطانہ
نائب مدیرہ	عاصمہ بدر، ستارہ جمیل
ٹائپنگ اور پروف ریڈنگ	قانتہ راشد، صفیہ بشیر سامی، حانیہ سعید، ہبہ باقی
ڈیزائن	وردہ سہیل
مینیجر	اسماء شاہد

اس شمارہ میں تصاویر الاسلام ویب سائٹ اور کینوا پر وسے لی گئی ہیں۔

عہد لجنہ اماء اللہ

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے، لاشریک ہے۔ اور میں گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لیے ہر دم تیار رہوں گی۔ نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خلافتِ احمدیہ کو قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گی۔

ان شاء اللہ

فہرست مضامین

اداریہ

معزز قارئین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میاں اور بیوی، شادی کے پاک و مقدس رشتے میں بندھنے کے بعد، مل کر ایک نئی زندگی کی شروعات کرتے ہیں اور ایک گھرانے کی بنیاد ڈالتے ہیں۔ یہ گھرانہ کسی بھی معاشرہ کی بنیادی اکائی ہے۔ مغربی معاشرہ میں اس رشتہ کا تقدس پامال ہونے کی وجہ سے یہ اکائی تکلیف سے کراہتی ہوئی اور سسکیاں لیتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ یہاں اس اکائی میں پڑتی ہوئی دراڑیں اب اتنی گہری ہو گئی ہیں کہ گھرانہ گھرانہ نہیں رہا جبکہ اسلام نے اس اکائی کے یکجان ہونے کی نہ صرف خوبصورتی بیان کی ہے بلکہ اس کی حفاظت اور کامیابی کے کچھ راہنما اُصول بھی ہمیں سمجھائے ہیں۔ جن پر عمل کر کے جنّت نظیر معاشرہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

النصرت کا یہ شمارہ نکاح کی اہمیت بیان کرتا ہے اور پھر اپنا ہم سفر تلاش کرنے سے لے کر اس کے ساتھ حسین زندگی گذارنے تک کے تمام مراحل میں عاجزی انکساری اور تقویٰ کی اہمیت اُجاگر کرتا ہے۔ اسلام وہ مذہب ہے جس نے ایک عورت کو بحیثیت ایک بیوی بھی ہر طرح کا تحفظ عطا کیا ہے اور اس کے جذبات و احساسات کا خیال رکھتے ہوئے اس کے حقوق واضح فرمائے ہیں۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ان حقوق کی پاسداری میں اپنے فرائض احسن رنگ میں انجام دیں۔

یہ رشتہ اپنے ساتھ اور بھی کئی خوبصورت رشتوں کی بہار لے کر آتا ہے جیسے ساس، بہو، نند، بھابی، دیورانی، جیٹھانی وغیرہ۔ ان رشتوں پر سدا محبت اور اپنائیت کی بہار رہے اور انہیں کبھی خزاں کی رُتوں کا سامنا نہ کرنا پڑے، اس کے لیے خلوص، وفا اور مسکراہٹوں کے پھول کھلانے کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم خزاں کی خنک ہواؤں کے ساتھ اڑتے ہوئے سوکھے پتوں کی طرح بے وقعت ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر رشتہ کی اہمیت کو سمجھنے اور امامِ وقت کی نصائح پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

آپ کی آراء اور مضامین کی منتظر، آپ کے اپنے پیارے رسالہ النصرت کی مدیرہ

صدیقہ سلطانہ

(لکھنے کا پتہ: secishaat@lajnauk.org)

قال اللہ

نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی قرآنی آیات

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ
مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ
تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝٢

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝٧١
يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝٧٢

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا
اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝١٩

اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک (ہی) جان سے پیدا کیا۔ اور اس (کی جنس) سے (ہی) اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اور ان دونوں میں سے بہت سے مرد اور عورتیں (پیدا کرکے دنیا میں) پھیلائے اور اللہ کا تقویٰ (اس لئے بھی) اختیار کرو کہ اس کے ذریعہ سے تم آپس میں سوال کرتے ہو۔ اور خصوصاً رشتہ داریوں (کے معاملہ) میں (تقویٰ سے کام لو) اللہ تم پر یقیناً نگران ہے۔

(سورۃ النساء:2۔ اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور وہ بات کہو جو پیچدار نہ ہو، (بلکہ سچی ہو)
(اگر تم ایسا کروگے) تو اللہ تمہارے اعمال کو درست کردے گا۔ اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے وہ بڑی کامیابی حاصل کرتا ہے۔

(سورۃ الاحزاب: 71 تا 72۔ اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اور چاہیے کہ ہر جان اس بات پر نظر رکھے کہ اس نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے اور تم سب اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔

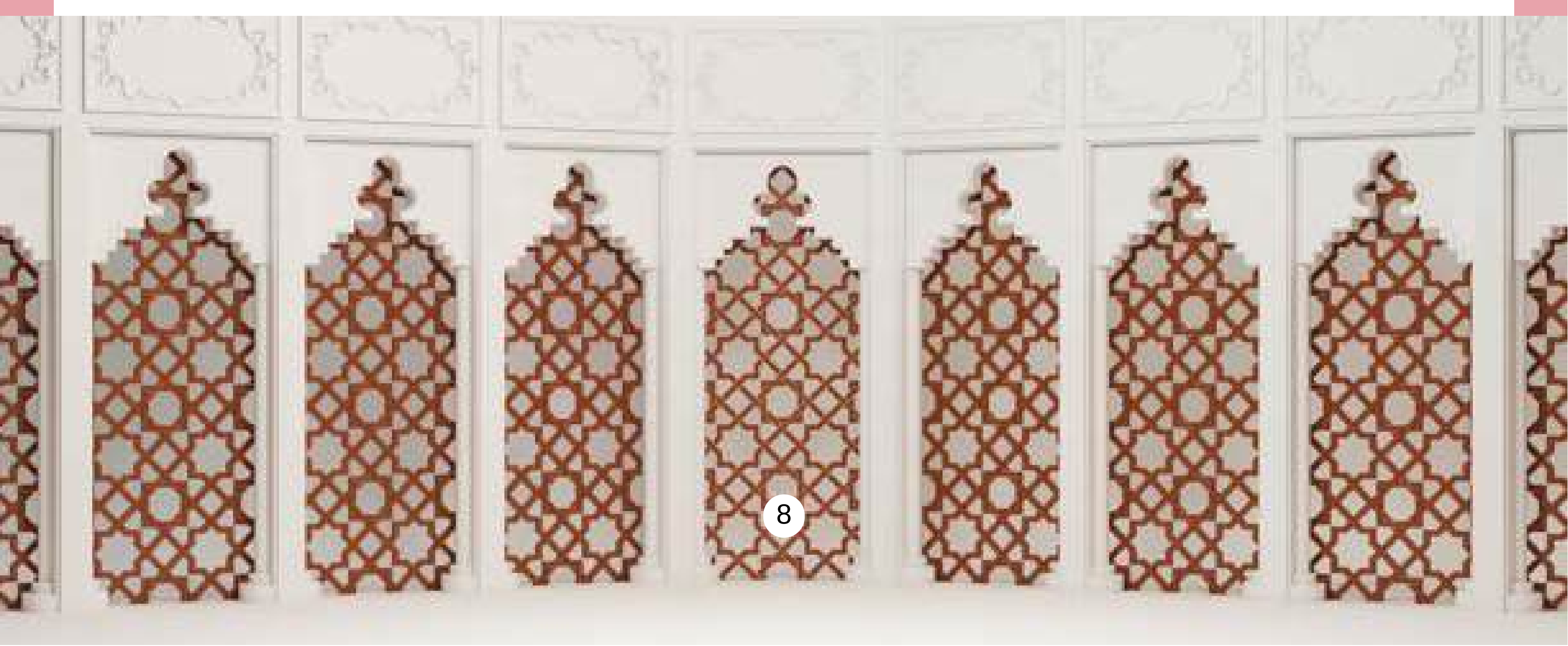
(سورۃ الحشر:19۔ اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

قال الرَّسول ﷺ

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِأَرْبَعٍ : لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ ، تَرِبَتْ يَدَاكَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہو سکتی ہیں یا تو اس کے مال کی وجہ سے یا اس کے خاندان کی وجہ سے یا اس کے حسن وجمال کی وجہ سے یا اس کی دینداری کی وجہ سے۔ لیکن تو دین دار عورت کو ترجیح دے، اللہ تیرا بھلا کرے اور تجھے دین دار عورت حاصل ہو۔

(حدیقۃ الصالحین۔ایڈیشن 2019۔ صفحہ نمبر 328)
(صحیح بخاری۔ کتاب النکاح۔باب الاکفاء فی الدین۔ حدیث نمبر 5090)



کلامُ الاِمام۔ اِمامُ الکلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”عورتوں میں ایک خراب عادت یہ بھی ہے کہ وہ بات بات میں مردوں کی نافرمانی کرتی ہیں اور ان کی اجازت کے بغیر ان کا مال خرچ کر دیتی ہیں اور ناراض ہونے کی حالت میں بہت کچھ بُرا بھلا اُن کے حق میں کہہ دیتی ہیں۔ ایسی عورتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رُسول کے نزدیک لعنتی ہیں۔ ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہو سکتی جب تک پوری پوری خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبّت سے اس کی تعظیم نہ بجالائے اور پسِ پشت اس کے لیے اس کی خیر خواہ نہ ہو۔

پیغمبرِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مَردوں کی تابعدار رہیں ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو مَیں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق میں کچھ بدزبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اس کو دیکھتی ہے اور حکمِ ربّانی سُن کر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے۔ خدا اور رسول اس سے ناراض ہیں۔ عورتوں کو چاہیے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چُراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچائیں اور یاد رکھنا چاہیے کہ بجز خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے۔ عورتوں پر یہ بھی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور نہ اُن کو اپنی خدمت میں رکھیں کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔“

(ملفوظات۔ جلد 5۔ ایڈیشن 1988۔ صفحہ نمبر 47تا48)

(☆مشکل الفاظ کے معنی صفحہ نمبر 85 پر دیکھیں)

امام وقت کی آواز

حقوق العباد کی ادائیگی میں میاں
بیوی ایک دوسرے کے حقوق
کی ادائیگی کا بہت خیال رکھیں

حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ کا مستورات سے
خطاب بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی 2024



تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مجھے امید ہے کہ اس دفعہ جرمنی میں آواز کا نظام بہتر ہوگا۔ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ اس وقت وہاں لجنہ کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور جلسے سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قرآن کریم میں تقویٰ کی بے شمار جگہ تلقین کی گئی ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر ایک مسلمان مرد اور عورت اپنے دین کی تعلیم پر عمل کرنے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ ہماری گھریلو اور معاشرتی زندگی میں اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ نکاح کے وقت، جو ایک لڑکی اور لڑکے کے بندھن اور نئی زندگی شروع کرنے کا وقت ہے، دو خاندانوں کے آپس میں معاشرتی تعلقات پیدا ہونے کا وقت ہے؛ جو قرآنی آیات پڑھنے کا آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ان میں پانچ مرتبہ تقویٰ کا حوالہ دے کر اللہ تعالیٰ نے عائلی زندگی اور دنیا و آخرت سنوارنے کا طریق بتایا ہے۔ اسی طرح تقویٰ پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کے حق ادا کرنے کی تلقین بھی فرمائی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں تقویٰ کا بہت بلند مقام دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تقویٰ کی جڑ ہی ہے جو انسان اگر اپنے اندر قائم کرلے تو اسے سب کچھ مل جائے گا۔ ایک مومن کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ وہ خدا کو پاسکے اور اگر خدا کو پانا ہے تو اس کا طریق یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کیا جائے۔

تقویٰ اختیار کرنے کا طریق یہی ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بدی کو بیزار ہو کر ترک کیا جائے اور ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہوئے اختیار کیا جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لیے قوّت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لیے حرکت دیتی ہے۔ اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لیے سلامتی کا تعویذ ہے۔

فرمایا: روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔ تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوش نما خد و خال ہیں۔

حضورؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ لباس التقویٰ قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔

معاشرے کی بنیادی اکائی مرد اور عورت ہیں۔ یہ گو مختلف صنف سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے قویٰ اور صلاحیتیں گو مختلف ہیں لیکن میاں بیوی ہونے کے بعد یہ ایک اکائی بن جاتے ہیں اور یہی وہ رشتہ اور جوڑ ہے جس سے آگے نسلِ انسانی چلتی ہے۔ اگر اس اکائی میں تقویٰ نہ ہو تو آئندہ نسل میں بھی تقویٰ نہیں ہو گا اور پھر معاشرے کے اعلیٰ اخلاق اور تقویٰ کی بھی کوئی ضمانت نہیں۔ آج کل جو غلط قسم کی gender کے نام پر باتیں ہوتی ہیں وہ نسلِ انسانی کی بقا کو نقصان پہنچانے والی ہیں۔ ہر احمدی کو اس سے بچنا چاہیے۔ پس حضورؑ نے جو فرمایا ہے کہ تقویٰ سلامتی کا تعویذ ہے تو اگر تو آپ سلامتی چاہتی ہیں تو تقویٰ اختیار کریں اور یقیناً ہر انسان خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو یا کسی بھی مذہب سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ یہی چاہتا ہے کہ اسے سلامتی حاصل رہے اور اس کے دن رات خیر و عافیت سے گزریں۔ پس سلامتی تقویٰ اختیار کرنے میں ہی مضمر ہے۔

جب انسان تقویٰ پر قدم مارتا ہے تو وہ ایسے مضبوط قلعہ کے اندر آجاتا ہے جس پر خدا تعالیٰ نے پہرہ بٹھایا ہوا ہے جس کے اندر کوئی شیطان نہیں پہنچ سکتا۔

اس کے لیے کل مَیں نے

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

اور استغفار پڑھنے کی طرف توجہ بھی دلائی تھی۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم لغویات سے بچ سکیں۔ اگر ذکرِ الٰہی کریں گے تو لغویات سے بچ سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مشکلات اور فتنوں سے بچنے کے لیے مختلف راستے بتائے ہیں مگر بد قسمتی ہے کہ انسان ان کی طرف توجہ نہیں کرتا اور دنیا داری میں پڑا رہتا ہے اور اس خوبصورتی کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ یہ وہ خوبصورتی ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے پیدا فرمایا ہے اور انسان کی فطرت ہے کہ وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اور عورتیں تو خاص طور پر اپنی زینت کا خیال رکھتی ہیں مگر افسوس کہ بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو اپنی حقیقی زینت سے بے خبر ہیں اور اس مغربی معاشرے میں تو بہت سی لا مذہب عورتیں ایسی ہیں جنہیں علم ہی نہیں کہ ان کی اصل زینت کیا ہے۔ پس آج جہاں ایک احمدی عورت کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی اصلی زینت کو خود اختیار کرے وہیں اپنے معاشرے کو بھی بتائے کہ عورت کا اصل حسن اور اس کی حقیقی زینت کیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اپنے جسم کے تمام اعضاء کو جو ظاہری اعضاء ہیں ان امانتوں کا حق ادا کرنے والا بناؤ۔ ہر مرد اور عورت کا کام ہے کہ اپنے کان اور آنکھ، زبان اور ہر عضو کے استعمال کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع بنائے۔

تقویٰ کے مضمون میں اللہ تعالیٰ نے یہ تلقین بھی فرمائی ہے کہ ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کا پاس رکھو۔ ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کے متعلق غلط بات نہ کرو کیونکہ ان سے پھر تلخیاں پیدا ہوتی ہیں جن سے پھر لڑائیاں پیدا ہوتی ہیں۔

پھر یہ بھی ہے کہ اپنے دل کو ناجائز باتوں کی آماجگاہ نہ بناؤ۔ ایسی باتوں کو اپنے دل میں جگہ نہ دو بلکہ اپنے دل کو خدا تعالیٰ کے خوف سے پُر رکھو پھر کبھی بھی مسائل پیدا نہیں ہوں گے۔

حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی بنیادی اکائی خاوند اور بیوی کا رشتہ ہے اس لیے حقوق العباد کی ادائیگی میں میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کا بہت خیال رکھیں۔ میاں بیوی کا آپس میں اعتماد کا تعلق ہونا بہت ضروری ہے۔

شادی کا پاک رشتہ جہاں خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے کی تسکین کے لیے اور نسلِ انسانی کو جاری رکھنے کے لیے قائم فرمایا ہے وہاں معاشرے کے امن کی ضمانت بھی اس ذریعہ سے قائم فرمائی ہے بشرطیکہ ایک نیک نسل پیدا ہو جس کی تربیت صحیح طرح کی جائے اور اُن کی صحیح تربیت کرنے کے لیے میاں بیوی کو اپنی صحیح تربیت کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ صرف جسمانی تسکین حاصل کرنا یا بچے حاصل کر لینا کوئی ایسا کام نہیں ہے۔ یہ تو جانور بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے جس کے لیے کچھ لوازمات ہیں جنہیں انسان کو اپنے سامنے رکھنا چاہیے اور جس کی بنیاد تقویٰ پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

اپنے مقصدِ پیدائش کو سمجھیں، اللہ تعالیٰ کا صحیح عبد اور فرمانبردار بننے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کا حق ادا کرتے ہوئے اس کی عبادت کا بھی حق ادا کریں اور اس کے بندوں کے حق ادا کریں تبھی اپنی عاقبت کو بھی سنوارنے والے ہوں گے اور تبھی اپنی نسل کو سنوارنے والے ہوں گے۔ نہیں تو پھر بگاڑ پیدا کرنے والی نسلیں پیدا ہوتی ہیں جو ماں باپ کی بدنامی کا باعث بنتی ہیں۔ ایسے بچے اگر جماعت کے نام سے منسوب ہیں تو جماعت کی بدنامی کا بھی باعث بنتے ہیں۔

تربیت کے لیے ضروری ہے کہ ہر فردِ جماعت مرد اور عورت اپنی اصلاح کی کوشش کرے۔ اپنے نیک نمونے قائم کرے۔ خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑے اور اپنی اولاد کو بھی اس تعلق کو جوڑنے کی طرف لے کر آئے۔ اُن کی ایسی تربیت کرے جس سے حقیقی معنوں میں وہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے والے اور اپنی روحانیت کو بڑھانے والے بنیں۔

دنیا کی آبادی میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے۔ کافروں کی تعداد مومنوں سے بہت زیادہ ہے۔ اولاد کی کثرت کافروں کے ذریعے سے پھیل رہی ہے۔ مذہب سے دور جانے والوں کی زیادہ کثرت ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ،

حقیقی کثرت وہ ہے جو تقویٰ پر چلنے والوں کی ہو۔ تقویٰ پر چلنے والے ہی ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دنیا کے باقی انسانوں پر بھی رحم اور فضل فرما دیتا ہے۔ ایک بھی انسان متقی ہوتا ہے تو اس کی خاطر پورا شہر بچالیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم دنیاداروں کی طرف دیکھ کر متاثر نہ ہو بلکہ تقویٰ پر چلو گے تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنو گے اور تمہاری اولادیں بھی نیکیوں پر چلتے ہوئے تمہاری نیک نامی کا باعث ہوں گی اور تمہارے لیے دعائیں کرنے والی ہوں گی۔ عائلی مسائل کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے جو باتیں ہمیں بتائی ہیں اُن کی طرف توجہ دیں۔

بہت زیادہ مسائل سامنے آتے ہیں۔ یہ بھی بہت زیادہ ایشو ہے کہ خاوند بیوی کے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور مرد کہتا ہے کہ عورت میرے ماں باپ کی عزت نہیں کرتی۔ اس طرح جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کا خیال رکھو۔ اگر تم رحمی رشتوں سے قطع تعلق کرو گے تو تم لوگ معاشرے میں فساد پیدا کرنے والے بن جاؤ گے۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ نے نکاح کے خطبے میں جو آیات منتخب فرمائی ہیں اس میں مرد اور عورت کو یہ نصیحت بھی فرمائی کہ اپنے رحمی رشتوں کا خیال رکھو۔ اس سے جہاں دو خاندانوں میں آپس میں پیار اور محبت کی فضا قائم ہو گی وہاں معاشرے کا امن اور سکون بھی قائم ہو گا اور یہی ایک حقیقی مومن کی نشانی ہے۔ آج کل افسوسناک بات ہے کہ ہماری جماعت میں بھی یہ مسائل بڑھتے جا رہے ہیں۔ اس لیے ہمیں فکر کرنی چاہیے اور اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اعتماد قائم رکھنا ہے اور رحمی رشتوں کا خیال رکھنا ہے۔ اعتماد قائم کرنے کے لیے سب سے بڑی بات یہ بھی ہے کہ جھوٹ نہیں بولنا۔

رحمی رشتوں کے تعلق میں ساسوں کو بہوؤں اور داماد وں کا خیال رکھنا ہے۔ اگر ساسیں اپنا کردار ادا کریں تو ایک انقلاب آسکتا ہے۔ نکاح کے خطبات میں جو آیات پڑھی جاتی ہیں ان میں ایک نصیحت یہ بھی کی گئی ہے کہ قولِ سدید سے کام لو اور یہی تقویٰ ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی ہر بات ایک دوسرے سے شیئر کریں اور اعتماد حاصل کریں تاکہ ہر قسم کی غلط فہمی دُور ہو۔

رشتہ کرنے سے پہلے بھی لڑکی اور لڑکے میں اگر کوئی کمزوریاں ہیں نقائص ہیں، تو پہلے ہی بتا دینا چاہیے اور پھر دعا کا کہہ کر فیصلہ کرو تاکہ شادی ہونے کے بعد کوئی مسائل پیدا نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سچائی کو قائم رکھو گے تو تمہارے معاشرے کا امن بھی قائم رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ شادی بیاہ کے معاملے میں رشتوں کو نبھانے کے لیے بھی جو ایک عہد ہے اس کو بھی مرد اور عورت کو پورا کرنا ضروری ہے۔

ہمارے لڑکوں لڑکیوں مردوں اور عورتوں کو یہ نکتہ سامنے رکھنا چاہیے کہ میرا اوّل فرض تقویٰ پر چلنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے اور جب یہ ہو گا تو پھر سچائی کو بھی قائم رکھیں گے، رحمی رشتوں کا بھی خیال رکھیں گے، اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے بھی ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا اصل مقصود ہو گا اور جب یہ ہو گا تو پھر ہی ہم وہ حسین معاشرہ قائم کر سکیں گے جو قائم کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے تھے اور جس کے قائم کرنے کے لیے ہم نے آپؑ کے ہاتھ پر عہدِ بیعت باندھا ہے۔

پس ہمیشہ نیکیوں کو قائم کرنے کی کوشش کریں اور جب دین کو دیکھ کر رشتے قائم ہوں گے تو وہ دائمی رشتے ہوں گے کیونکہ اللہ کا خوف رکھتے ہوئے قائم کیے گئے ہوں گے۔ اس طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہیے کہ

ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے معاشرے کو بنانا اور قائم کرنا ہے نہ کہ دنیا کو اپنے اوپر حاوی کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ان لوگوں کی پیروی مت کرو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ پس ہمیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے۔ ہم ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ اگر یہ ہو گا تو ہم ایک حسین معاشرہ قائم کر سکیں گے۔ ہم نے اپنی خوشی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے۔ ہمیں کسی نے مجبور نہیں کیا تھا کہ ہم آپؑ کی بیعت میں شامل ہوں۔ جب ہم نے بیعت کر لی تو پھر ہمیں ان باتوں پر یقیناً عمل کرنا چاہیے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے توقع کی ہے اور جس کی آنحضرت ﷺ نے ہمیں بار بار نصیحت فرمائی اور جس کی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار جگہ تلقین فرمائی ہے۔

اگر یہ ہو گا تو وہ پاک معاشرہ قائم ہو گا جس سے دنیا میں انقلاب آئے گا اور دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف ہم لانے والے بنیں گے۔ یہی وہ ذریعہ ہے جس سے پھر ہم دنیا میں اسلام کی تبلیغ کر کے دنیا والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف لانے والے ہوں گے اور دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا لہرانے کے لیے اپنا کردار ادا کرنے والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں گے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم یہ سب کچھ حاصل کرنے والے ہوں اور ایک پاک معاشرہ جماعت احمدیہ میں قائم ہو جائے اور آج کل جو دنیاوی لہو و لعب اور دنیاوی چکا چوند ہے، دنیاوی خواہشات ہیں، ان سے ہم بچنے والے ہوں اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے بن کر اپنی عملی حالتوں میں انقلاب لانے والے بن جائیں۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل، 28 اگست 2024)

(☆مشکل الفاظ کے معنی صفحہ نمبر 85 پر دیکھیں)



خلفائے احمدیت کی
نصائح بابت عائلی زندگی

حضرت مولوی حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکاح کے بعد اپنی بیٹی کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بچہ! اپنے مالک رازق اللہ کریم سے ہر وقت ڈرتے رہنا اور اس کی رضامندی کا ہر دم طالب رہنا اور دعا کی عادت رکھنا۔ نماز اپنے وقت پر اور منزل قرآن کریم کی بقدر امکان بدوں امام و ممانعت شریعہ ہمیشہ پڑھنا، زکوٰۃ، روزہ، حج کا ہمیشہ دھیان رکھنا اور اپنے موقع پر اس کا عملدر آمد کرتے رہنا۔
گلہ، جھوٹ، بہتان، بیہودہ قصہ کہانیاں یہاں کی عورتوں کی عادت ہے اور بے وجہ باتیں شروع کر دیتی ہیں ایسی عورتوں کی مجلس زہر قاتل ہے ہوشیار خبر دار رہنا۔ ہم کو ہمیشہ خط لکھنا، علم دولت ہے بے زوال، ہمیشہ پڑھنا، چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کو قرآن پڑھانا، زبان کو نرم، اخلاق کو نیک رکھنا، پردہ بڑی ضروری چیز ہے، قرآن شریف کے بعد ریاحین العابدین کو ہمیشہ پڑھتے رہنا، مرأۃ العروس اور دوسری کتابیں پڑھو۔ اور ان پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و ناصر ہو اور تم کو نیک کاموں میں مدد دیوے۔

والسلام

نور الدین

(الحکم جلد 4 نمبر 46 مورخہ 24 دسمبر 1900ء صفحہ 5)
(ارشاداتِ نور۔ جلد اول۔ صفحہ نمبر 84)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”میں عورتوں کو درس دے رہا تھا اور میرے درس میں یہ آیت آئی

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا

(سورۃ البقرہ:36)

فرمایا میرے دل میں اس وقت کے حسبِ حال اس کا یہ مفہوم ڈالا گیا کہ ”میاں بیوی کو جنت میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے کہ تم دونوں مل کر جنت میں رہو اور یہ جنت اس وقت جنت رہ سکتا ہے جب تک تم آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ جہاں میاں بیوی میں تنازعات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے پھر وہ گھر جنت نہیں بلکہ دوزخ کا نمونہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے چاہیے کہ میاں بیوی باہم نہایت خوشی اور آرام سے مل کر رہیں، جھگڑا نہ کریں، ایک دوسرے کی دل شکنی نہ کریں۔ اور مرد خصوصیت سے عورتوں کی بعض کمزوریوں پر برداشت اور حوصلہ سے کام لیں۔“

(ارشاداتِ نور۔ جلد دوم۔ صفحہ نمبر 324)

(☆مشکل الفاظ کے معنی صفحہ نمبر 85 پر دیکھیں)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”اگر انسان ہمیشہ بات ایسی کہے جو ظاہراً و باطناً ایک ہی مفہوم رکھتی ہو اور ساتھ ہی اسے ایسے رنگ میں پیش کرے کہ دوسرے پر اس کا برا اثر بھی نہ پڑے تو ایسی صلح کی بنیاد قائم ہو سکتی ہے جس سے ہمیشہ آپس میں پیار اور محبت رہے لیکن دل میں کچھ رکھنا اور ظاہر کچھ کرنا ہمیشہ فتنہ کا موجب ہوتا ہے۔ ایک شخص اپنی بیوی کو زیور بنا کر دیتا ہے بیوی اس کو پہنتی ہے۔ لیکن کچھ عرصہ بات جب وہ چاہتا ہے کہ اسے فروخت کر کے مکان بنوالے تو جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ بیوی کہتی ہے اس نے مجھے دے دیا تھا اور میں اس کی مالک ہوں۔ اسے واپس لینے کا کوئی حق نہیں۔ لیکن خاوند کہتا ہے میں تو اس لیے دیتا ہوں کہ یہ پہنے اور میں اسکی سجاوٹ دیکھ کر مسرت حاصل کروں۔ میرا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ تمام زیور اس کی ملکیت میں دے دوں۔ اب دونوں ہی سچے ہیں لیکن جھگڑے کی وجہ صرف قولِ غیر سدید ہے۔ اگر قبل از وقت معاملہ کی وضاحت ہو جاتی تو کبھی یہ نتیجہ نہ ہوتا۔ پس خیال رکھنا چاہیے کہ اکثر جھگڑے ایسی باتوں سے ہی پیدا ہوتے ہیں جو اگرچہ جھوٹ تو نہیں ہوتیں لیکن بہ باطن ان میں فریب ضرور ہوتا ہے۔ اس لیے اسلام یہی تعلیم دیتا ہے کہ ہمیشہ ایسی بات کہو جس میں پیچ نہ ہو اور جس کے متعلق تم نہ کہو کہ میری بات سچ ہے بلکہ یہ کہہ سکو کہ میرا قول قولِ سدید ہے اور اس میں کوئی پیچ نہیں۔“

(خطباتِ محمود۔ جلد 3۔ صفحہ نمبر 261 تا 262)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”روحانیت اور نیکی انسان کو خوبیوں کی طرف متوجہ کرتی ہے مگر وہ شخص جس میں مذہبی نیکی نہ ہو اس کی نگاہ نقائص پر پڑتی ہے اسی طرح کمزور آدمی اگر اپنی بیوی کے نقائص پر نظر رکھے اور اس کی خوبیاں نہ دیکھے تو یہ ایک مصیبت ہو گی جو رات دن اس کو جھیلنی پڑے گی۔ ایک طرف خاوند اگر یہ کہے گا کہ گھر میں کھانا اچھا نہیں پکتا، برتنوں کی صفائی نہیں ہوتی تو دوسری طرف عورت کہے گی کہ مجھے کافی اخراجات نہیں دیے جاتے جس سے میں اپنے گھر کا انتظام درست رکھ سکوں غرض یہ کہ کئی قسم کی باتیں طرفین سے ہوتی رہیں گی۔

بعض آدمی اس سے تنگ آکر اپنی بیوی کے عیوب کی طرف سے لاپرواہی اور غفلت اختیار کر لیتے ہیں جس سے بے حیائی پیدا ہوتی ہے اور بعض لوگ گھر کی ضروریات اور بچوں کی تربیت سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں مگر یہ دونوں صورتیں نقصان دہ اور مضر ہیں اور ان سے روکنے کیے لیے اسلام نے ایک ذریعہ بتایا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مطیع اور فرمانبردار ہو جاؤ۔ اب رہا یہ سوال کہ اللہ اور اس کے رسول نے کیا بتایا ہے؟ وہ یہ ہے کہ میاں بیوی کے تعلقات کی بنیاد تقویٰ پر ہونی چاہیے۔“

(خطباتِ محمود۔ جلد 3۔ صفحہ نمبر 370)

(☆مشکل الفاظ کے معنی صفحہ نمبر 85 پر دیکھیں)

حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”جب تم بعض خلاف طبیعت باتیں برداشت کرتے ہو اور اپنے اس رشتہ کو مضبوط کرنے کے لیے اور اپنے گھر کی فضا کو خوشگوار بنانے کی خاطر اپنی مرضی کو چھوڑ رہے ہوتے ہو تو تمہاری نیت یہ ہونی چاہئے کہ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو وہ مذہبی ذمہ داریاں جو ہم دونوں پر علیحدہ علیحدہ اور مشترکہ طور پر عائد ہوتی ہیں کیسے نبھا سکیں گے۔ جب گھر کا ماحول پرامن اور پرسکون ہو تو اس صورت میں ہم بچے کی تربیت اور تعلیم کا انتظام صحیح طور پر کر سکیں گے اور ہماری یہ نیت کہ ہمارا بچہ خادم اسلام اور سچا مسلمان ہو ہم عمدگی سے پوری کرنے کا موقع پا سکیں گے۔

ہم نے بہت سے بچے دیکھے ہیں جن کی تربیت صرف اس لیے خراب ہوئی کہ ان کے والدین کے آپس کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ اسی کا اثر پھر ان کی اولاد پر ہوا۔

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم مذہبی اور دینی ذمہ داریاں صحیح طور پر اسی وقت ادا کر سکتے ہو جب تم دونوں میاں بیوی کے تعلقات اچھے ہوں اور تعلقات اسی وقت اچھے ہو سکتے ہیں جب میاں بیوی تقویٰ سے کام لیں اور ان کے تمام امور کی بنیاد تقویٰ ہو۔“

(خطباتِ ناصر۔ جلد دہم۔ صفحہ نمبر 236)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”قوّام کی دوسری شکل (روحانی) یہ بنتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کے رشتہ میں، میاں بیوی ہوں، باپ اور ماں ہوں، بھائی اور بہن ہوں، ان سب میں مرد کو مؤثر بنایا ہے۔ یعنی یہ اثر ڈالنے والا ہے اور عورت اثر کو قبول کرنے والی ہے۔ یہ ایک جُزوی فضیلت اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر دی ہے اور اس کے نتیجے میں ایک بہت بڑی ذمّہ داری مرد پہ ڈالی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہیں یہ فضیلت دی ہے کہ تم اثر انداز ہو۔ اور عورت چاہے بیوی ہو، چاہے بیٹی ہو، چاہے ماں ہو تمہارے اثر کو قبول کرتی ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں بہت سے ایسے اعمال بجالاتی ہے کہ اگر تمہارا اثر غلط ہو گا تو اس کے وہ اعمال بھی درست نہ ہوں گے۔“

(کتاب قواریر و قوامون۔ حصہ دوم۔ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ۔۔۔۔ صفحہ نمبر 24 تا 25)

(☆مشکل الفاظ کے معنی صفحہ نمبر 85 پر دیکھیں)

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"عائلی زندگی کا بنیادی مقصد انسانی زندگی کا تحفظ ہے۔ مگر جس مقام پر خدا اپنے رحمٰن بندوں کو دیکھنا چاہتا ہے۔۔۔ اس مقام پر ان رحمٰن بندوں کے منہ سے یہ دعائیں نکلتی ہیں کہ اے خدا! ہمیں صرف اولاد نہیں چاہیے۔ ہمیں ایسی اولاد چاہیے جو متقی ہو۔ ہمیں صرف بیویاں نہیں چاہئیں ایسی بیویاں چاہئیں جو متقی ہوں اور ہماری آنکھوں کے لیے ٹھنڈک کا سامان پیدا کرنے والی ہوں۔

دوسرا مقصد اعلیٰ رفاقت اور تسکین قلب ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ تمہارے اندر خدا تعالیٰ نے جو مودت اور رحمت کے جذبات رکھ دیے ہیں ان کی تسکین کے لیے بیاہ شادی کا نظام بنایا گیا تا کہ تم ایک دوسرے سے سکینت حاصل کرو اور ایک دوسرے کی رفاقت سے زندگی کا سفر زیادہ عمدہ طریق پر طے کر سکو۔

تیسری بنیادی وجہ بیاہ شادی کی یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ ایک ایسا معاشرہ قائم ہو جس میں عائلی زندگی کو ایک نمایاں مقام حاصل ہو۔ خاندان کی بناء پر سوسائٹی قائم کی جائے۔ باہمی رشتے داریوں کا مضبوط بندھن، اس کے نتیجے میں ایک دوسرے سے حسن سلوک، ایک دوسرے سے پیار اور محبت گویا کہ خاندان کو بنیاد بنایا ہے اسلام کے سوشل سسٹم کا۔

۔۔۔ اسلامی سوشل نظام کی روح اور فلسفہ خاندان کے نظام کو تقویت دینا ہے جس کی بنیاد ارحام پر ہے۔۔۔ اس لئے وہ شخص جو رحمی رشتوں کو کاٹتا ہے اس کا رحمٰن خدا سے بھی تعلق کٹ جاتا ہے۔۔۔۔۔ یہ تین بنیادی وجوہات ہیں جو قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی عائلی یا ازدواجی زندگی کی بناء ہیں۔ اور جب ہم غور کرتے ہیں دنیا کے حالات پر تو ان کے سوا باقی ساری وجوہات سے شادیاں کی جاتی ہیں اور ان باتوں کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔۔۔ عموماً لوگ جو دنیا میں شادیاں کرتے ہیں وہ دین کو سب سے آخر پر کر دیتے ہیں اور اوّلیت دیتے ہیں مال کو، حسب و نسب کو اور جمال کو۔۔۔ تم دین کو اوّلیت دو، دین کو غالب رکھو۔۔۔۔۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو نامراد ہو گے، بدنصیب ہو گے۔"

(خطباتِ طاہر۔ جلد 5۔ صفحہ نمبر 138 تا 141)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"بہت سی شادی کی تباہی کی وجوہات میں ایک وجہ یہ ہے کہ ماں باپ حرص سے شادی کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں ہمارے بچے کی خوشی اس بات میں ہے کہ امیر گھرانے کی لڑکی گھر آئے اور اس کے ساتھ دولت ہو۔ اس کے ساتھ وہ سب آرام ہوں جو دولت کے ذریعہ نصیب ہوتے ہیں۔ کاریں ہوں، ریفریجریٹر ہوں، بچے کی تعلیم کے لئے اخراجات مل جائیں۔ ان نیتوں کے ساتھ وہ لڑکی ڈھونڈتے ہیں اور بعض دفعہ بے شرمی کے ساتھ کھلے لفظوں میں مطالبہ بھی کرتے ہیں۔ تو آنحضرت ﷺ نے جب فرمایا کے مال کے لئے شادی کی جاتی ہے تو امر واقعہ یہ ہے کہ یہ کوئی بعید بات نہیں ہے جو شاذ و نادر نظر آتی ہو۔ کثرت کے ساتھ روزمرہ ہمارے معاشرے میں مال کی شادیاں دکھائی دیتی ہیں اور مال کو حسب اور جمال پر اوّلیت دینے کی وجہ یہ ہے کہ عملاً ساری دنیا میں مال ہی کو اوّلیت دی جاتی ہے۔ جب تک کسی لڑکی کو یہاں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کے خاوند کے پاس کافی دولت ہے یا اچھا مقام اور مرتبہ ہے جس کے نتیجہ میں وہ سہولت سے زندگی بسر کر سکے گی وہ فیصلہ نہیں کرتی۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عموماً حسن کو مال پر فضیلت دی جاتی ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ مرد حسن کو فضیلت دیتے ہوں گے لیکن عورت بھی تو ایک فریق ہے، عورت بسا اوقات مال کو فضیلت دیتی ہے یا جب ہم اپنے ملک کے معاشرے کو دیکھتے ہیں تو وہاں یہ کہیں گے عورت کے گھر والے مال کو فضیلت دیتے ہیں اور سب سے پہلے جائیداد دیکھی جاتی ہے اس کے دوسرے امکانات دیکھے جاتے ہیں کہ آئندہ مالی لحاظ سے اس کی ترقی کے کیا امکانات ہیں اور ایسی شادیاں شروع ہی سے جس کو کہتے ہیں doomed ہو جاتی ہیں ان کے متعلق وہیں لکھ دیا جاتا ہے خدا کی تقدیر کی طرف سے کہ تم نے جو مقصد اختیار کیا ہے اس مقصد کے نتیجہ میں دل کی تسکین، آنکھوں کی ٹھنڈک نیک اور پاکیزہ اولاد کا نصیب ہونا ایک بعید کی بات بن جاتی ہے۔"

(خطباتِ طاہر۔ جلد 5۔ صفحہ نمبر 142 تا 143)

(☆مشکل الفاظ کے معنی صفحہ نمبر 85 پر دیکھیں)

منظوم کلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے ۔۔۔ نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے ۔۔۔ کہ یہ حاصِل ہو جو شرطِ لِقا ہے
یہی آئینۂ خالق نما ہے ۔۔۔ یہی اِک جوہرِ سیفِ دُعا ہے
ہر اِک نیکی کی جڑ یہ اِتّقا ہے ۔۔۔ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخرِ شانِ اولیاء ہے ۔۔۔ بجز تقویٰ زیادت اِن میں کیا ہے
ڈرو یارو کہ وہ بِینا خدا ہے ۔۔۔ اگر سوچو، یہی دارُالجزاء ہے

مجھے تقویٰ سے اُس نے یہ جزا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِيْ اَخْزَى الْاَعَادِيْ

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ ۔۔۔ مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو! ہے حاصلِ اسلام تقویٰ ۔۔۔ خدا کا عِشق مَے اور جام تقویٰ
مُسلمانو! بناؤ تام تقویٰ ۔۔۔ کہاں اِیماں اگر ہے خام تقویٰ

یہ دَولت تو نے مجھ کو اے خدا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِيْ اَخْزَى الْاَعَادِيْ

(درثمین۔ صفحہ نمبر 56)

(☆مشکل الفاظ کے معنی صفحہ نمبر 85 پر دیکھیں)



نکاح

روحانی ترقی کے حصول کا ذریعہ

(فائزہ فضل۔Jamia Ahmadiyya)

اللہ جل شانہ اپنے پاک کلام قرآن مجید میں نکاح کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَمِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْۤا اِلَیْہَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ؕ

ترجمہ: اور اس کے نشانات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تاکہ تم اُن کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لئے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔

(سورۃ الروم:22۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

نکاح کی اسلام اور ہمارے معاشرے میں بہت اہمیت ہے۔ اسلام نے نکاح کے متعلق جو نظریہ اور طریقہ بیان کیا اور جس پر عمل کر کے بھی دکھایا وہ نہایت عمدہ اور جامع ہے۔ بنیادی طور پر نکاح کسی بھی معاشرے کو بے راہ روی سے روکنے کے لیے ایک بہترین طریقہ ہے۔ حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے کہ،

یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ

ترجمہ: اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو کوئی استطاعت رکھتا ہو وہ ضرور شادی کرے کیونکہ یہ (شادی) نگاہوں کو بہت جھکانے والی اور شرمگاہ کی خوب حفاظت کرنے والی ہے اور جو شادی کی طاقت نہیں رکھتا وہ روزہ رکھے، پس یہ اس کے لئے (گناہوں کے ارتکاب میں) رکاوٹ ہے۔

(صحیح بخاری۔ جلد 13۔ صفحہ نمبر 7۔ حدیث نمبر:5066)

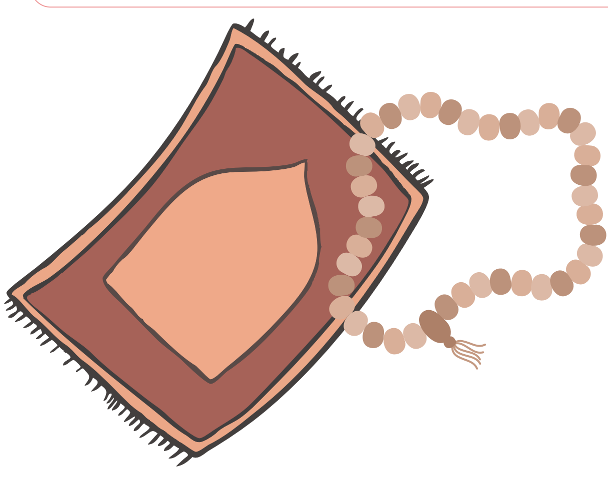
ایک انسان کی روحانیت تب ہی اعلیٰ مقام تک پہنچتی ہے جب وہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو عبادت سمجھ کر بجالائے اور اس میں اپنی خواہشات اور مرضی سے تاویلات کرنے سے گریز کرے۔ جب ایسا نیک دل مرد اور ایسی پاک طینت عورت نکاح کے بندھن میں بندھ جاتے ہیں تو جہاں ذاتی لذت و سرور حاصل کرتے ہیں وہاں خدا کے پیار کی نظر بھی ان پر پڑتی ہے۔

اور وہ پیارے نبی ﷺ کے اس فرمان پہ عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ لَمْ یَعْمَلْ بِسُنَّتِيْ فَلَیْسَ مِنِّيْ

ترجمہ: نکاح میری سنّت ہے پس جس نے میری سنّت پر عمل نہیں کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب النکاح۔ باب النکاح۔ باب ماجاء فی فضل النکاح)



نکاح انبیاء علیہم السلام اور سب سے بڑھ کر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے۔

نکاح کی اہمیت اور ضرورت بیان کرتے ہوئے ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"پس اس بات کو ہمیشہ ہمارے ہر احمدی جوڑے کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔ اگر سامنے کوئی مقصد ہو گا تو پھر نئے بننے والے جوڑے کا ہر قدم جو زندگی میں اُٹھے گا وہ اس سوچ کے ساتھ اُٹھے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ایک حکم پر عمل کرنے والا ہوں اور کرنے والی ہوں اور جب انسان اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے والا ہو تو پھر اس کی سوچ کا ہر پہلو اس طرف جانے کی کوشش کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ہو۔ پس اس سے پھر آپس کے تعلقات مزید بہتر ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کا خیال انسان رکھتا ہے۔ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھتا ہے ایک دوسرے کے احساسات کا خیال رکھتا ہے اور اس طرح یہ ایک جو Bond ہے، آپس کا ایک جو معاہدہ ہے وہ دنیاوی معاہدہ نہیں رہتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا معاہدہ بن جاتا ہے اور پھر آئندہ پیدا ہونے والی نسلیں بھی نیک صالح نسلیں ہوتی ہیں اور یہی ایک احمدی مسلمان کا شادی کا مقصد ہونا چاہئے۔"

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 8 جون 2012ء)

نکاح روحانی ترقی میں رکاوٹ نہیں! بلکہ روحانیت میں ترقی کا ایک ذریعہ ہے۔ کچھ مذاہب اور خاص طور پہ ہمارا یہ مغربی معاشرہ یہ سمجھتا ہے کہ نکاح روحانی زندگی کی ترقی میں زبردست رکاوٹ ہے؛ اس لیے عورتوں سے دور رہ کر زندگی گزارنے میں اپنی آخرت کی کامیابی سمجھتے ہیں، اسلام نے اس خیال کو غلط قرار دیا ہے۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ تین صحابہ کرامؓ حضور ﷺ کی عبادت کا حال معلوم کرنے آپ ﷺ کی ازوج مطہرات کے گھر تشریف لائے، جب ان کو آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق بتایا گیا، تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ حضور ﷺ کے مقابلہ میں ہماری کیا حیثیت ہے؟ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر رکھے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ ساری رات نمازیں پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ دن میں روزے رکھا کروں گا اور افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ اتنے میں حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لے آئے، (آپ ﷺ کو پوری بات بتائی گئی پھر) آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: کیا تم ہی لوگوں نے ایسا ایسا کہا ہے؟ کان کھول کر سن لو! اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور میں تم سب لوگوں سے زیادہ پرہیز گار ہوں، (اس کے باوجود) میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور نکاح بھی کرتا ہوں۔ سنو! جس نے میرے راستے سے ہٹ کر زندگی گزارنے کا ارادہ کیا، وہ ہم میں سے نہیں۔

(صحیح بخاری۔ جلد 13۔ صفحہ نمبر 2 تا 3۔ حدیث نمبر 5063)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح انسان کی روحانی ترقی میں رکاوٹ نہیں بلکہ تقویٰ اور پرہیز گاری کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو طہارت و پاکیزگی کو قائم رکھتے ہوئے اپنی زندگیاں اسلام کے رہنما اصولوں کے مطابق بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آئیں رشتہ تلاش کریں

آئیں رشتہ تلاش کریں

(النصرت اردو ٹیم)

شادی انسانی زندگی کا ایک ایسا حسین اور اہم مرحلہ ہے جو نہ صرف دو افراد بلکہ دو خاندانوں کو بھی ایک نئے بندھن میں جوڑ دیتا ہے۔ شادی کے لیے رشتہ ڈھونڈنا ایک ایسا عمل ہے جو ہر گھرانے کے لیے خوشی، امیدوں اور دعاؤں کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ لیکن آج کے دور میں، جہاں زمانے کی رفتار تیز ہوگئی ہے اور ترجیحات بدل چکی ہیں، مناسب رشتہ تلاش کرنا ایک پیچیدہ عمل بن چکا ہے۔

کیا رشتہ ڈھونڈنے کے روایتی طریقے آج بھی مؤثر ہیں یا ہمیں جدید زمانے کے تقاضوں کے مطابق نئے راستے اپنانے کی ضرورت ہے؟ آیئے اس موضوع پر روشنی ڈالیں اور جانیں کہ شادی کے لیے رشتہ تلاش کرنے کے عمل کو کیسے بہتر اور مؤثر بنایا جاسکتا ہے۔

آج کی نوجوان نسل میں شادی کے موضوع پر بات کرنے سے گریز کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ خاص طور پر لڑکیاں اس معاملے میں زیادہ حساس نظر آتی ہیں۔ رشتہ دیکھنے کے روایتی طریقہ میں لڑکی کو بار بار گھر آنے والے مہمانوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، جہاں اگر ان کی ظاہری شکل، لباس، گفتگو یا چلنے پھرنے کے انداز کو تنقیدی نظر سے دیکھا جائے تو یہ ایک ایسا تجربہ ہے جو لڑکیوں کو نہ صرف ذہنی دباؤ میں مبتلا کرتا ہے بلکہ ان کی خود اعتمادی کو بھی متاثر کر سکتا ہے۔

رشتہ طے کرنے کے عمل کو اکثر لڑکیوں کے لیے مشکل سمجھا جاتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس عمل میں لڑکوں کو بھی مختلف مسائل اور دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں لڑکوں کو کچھ مخصوص معیارات پر، جن میں ان کی آمدنی، قد، جائیداد، اور یہاں تک کہ شہریت کا درجہ بھی شامل ہے، پرکھا جانے لگا ہے۔ اگر لڑکا اچھی تنخواہ نہیں کما رہا ہوتا، تو اکثر اس بنیاد پر مسترد کر دیا جاتا ہے، چاہے وہ محنتی اور باصلاحیت ہو۔ اس دباؤ کی وجہ سے بہت سے لڑکے اپنے کیریئر اور مستقبل کے بارے میں غیر ضروری دباؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ لڑکے کے پاس کتنی جائیداد یا اثاثے ہیں، اس کو بھی بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ اگر کسی لڑکے کے پاس ذاتی گھر یا اچھی گاڑی نہ ہو، تو اسے اکثر مسترد کر دیا جاتا ہے، چاہے وہ زندگی میں ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

نوجوان نسل کے خیالات میں وقت کے ساتھ بڑی تبدیلیاں آئی ہیں۔ آج کے نوجوان خود مختاری اور عزت نفس کو اولین ترجیح دیتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کی زندگی کے اہم فیصلے، خاص طور پر شادی، ان کی مرضی اور اعتماد کے ساتھ کیے جائیں۔ رشتہ دیکھنے کے عمل میں غیر ضروری تنقید اور ہتک کا سامنا کرنے کے بجائے وہ اس عمل سے ہی دور رہنے کو ترجیح دینے لگے ہیں۔

ایک اور مسئلہ جو ہمارے معاشرے میں اب راہ پانے لگا ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی لڑکی کی منگنی شادی سے پہلے ختم ہو جاتی ہے یا نکاح کے بعد معاملات انجام بخیر نہیں ہوتے یا پھر شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد شادی ختم ہو جاتی ہے تو اس افسوسناک صورتحال کے بعد پھر صرف بڑی عمر کے رشتے تجویز ہونے شروع ہو جاتے ہیں، گویا ان کے لیے مناسب ہم عمر رشتہ ملنا ممکن ہی نہ ہو۔ یہ رویہ ان کے ساتھ ناانصافی کرتا ہے اور ان کے دل کو دکھ پہنچاتا ہے۔ جب ان پر یہ دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ وہ کسی بڑی عمر کے مرد سے شادی کریں یا پھر زندگی بھر تنہا رہیں، تو وہ دوسری شادی کے بارے میں سوچنا ہی چھوڑ دیتی ہیں۔ ان باتوں کی وجہ سے وہ خود کو نہ صرف کمتر محسوس کرنے لگتی ہیں بلکہ اپنی زندگی کے فیصلے کرنے سے بھی ہچکچاتی ہیں۔ اور یہ احساس کمتری ان کے لیے ایک نئی زندگی کی شروعات کرنے کے راستے مشکل کر دیتا ہے۔

ان مسائل کا حل

رشتہ تلاش کرتے وقت بچوں اور بچیوں کو خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتے رہنا چاہیے:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٥﴾

اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

(سورۃ الفرقان:75۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

رشتہ تلاش کرنے اور شادی سے پہلے دعا کرنے کے بارہ میں حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بچیوں کو بچپن سے یہ دعا کرنی سکھائی کہ اللہ میاں میرا نصیب اچھا کر دے۔

(سیرت و سوانح حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ، لجنہ اماء اللہ بھارت، صفحہ 253)

لڑکا اور لڑکی کے خاندانوں کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ رشتہ طے کرنے کا عمل ایک حساس مرحلہ ہے، اور اسے عزت، محبت اور دعا سے مکمل کیا جانا چاہیے۔

رشتہ طے کرنے کے ہر مرحلے میں لڑکے اور لڑکی کو شامل کریں اور ان کی ترجیحات کو سمجھیں۔ ماں باپ کی بجائے بچہ کی خواہش اہمیت رکھتی ہے۔ زندگی لڑکا لڑکی نے ساتھ گزارنی ہے نہ کہ ماں باپ نے۔ اگر لڑکا / لڑکی راضی نہیں تو بہت پیار، طریقے اور عزت سے انکار کریں۔

کسی کے گھر جا کر لڑکے یا لڑکی سے ملنے سے پہلے، تفصیلی معلومات کا تبادلہ کر لیا جائے۔ ملاقات کے مرحلہ تک اس وقت پہنچا جائے جب لڑکا اور لڑکی دونوں راضی ہوں اور ایک دوسرے کی تفصیل جانتے ہوں، بجائے اسکے کہ پہلے ایک دوسرے کے گھر جائیں، خاطر تواضع کروا کر پھر تفصیل لی جائے اور پسند نا آنے پر انکار کیا جائے۔

شادی کے موضوع سے گریز کے رجحان کو محبت، عزت اور سمجھداری کے ساتھ حل کیا جا سکتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ رشتہ طے کرنے کے عمل کو ایک خوشگوار اور باوقار تجربہ بنائیں، جہاں لڑکا اور لڑکی دونوں کی عزت نفس اور خود اعتمادی محفوظ رہے۔ ایسے خاندانوں کی کہانیاں شیئر کریں جو رشتہ طے کرنے کے عمل کو عزت اور محبت کے ساتھ انجام دے چکے ہوں تاکہ لڑکے یا لڑکی پر مثبت اثر ہو۔

اگر شکل، صورت، عمر اور پیسے کی بجائے نیک نیتی پر زور دیا جائے تو بہت سے مسائل خود ہی ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ کوئی بھی انسان بالکل perfect نہیں ہوتا۔ لیکن پھر بھی کچھ ماں باپ اپنے بچوں کو perfect سمجھ کر یا دکھا کر ایک perfect داماد / بہو چاہتے ہیں۔ وہ پہلے لمبی فہرست بناتے ہیں، جیسے صاف رنگ، لمبا قد، اچھی نوکری، اور بہترین تعلیم۔ اور اگر دوسرے کی کوئی معمولی سی بات بھی ناگوار گزرے یا کوئی چھوٹی سی کمزوری نظر آئے، تو فوراً انکار کر دیتے ہیں۔ اس سے نہ صرف لڑکے یا لڑکی کو دکھ پہنچتا ہے بلکہ ان کے والدین کے دل کو بھی ٹھیس پہنچتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”جب شادی ہو جاتی ہے تو مختلف طبیعتیں ہوتی ہیں۔ اپنے آپ کو ایڈجسٹ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ کوئی perfect نہیں ہوتا۔ ہر ایک میں تھوڑی تھوڑی کمیاں، خامیاں، برائیاں ہوتی ہیں اس لیے اگر کوئی خاوند بیوی کی اور بیوی خاوند کی کوئی برائی دیکھے تو آنکھیں بند کر لے۔ بولنے کی جہاں ضرورت پڑے اور تبصرہ کرنا ہو تو زبان بند کر لے، منہ بند کر لو اور اگر کوئی تمہیں ایک دوسرے کی برائی سنانے کی کوشش کرے یا بھڑکانے کی کوشش کرے تو کان بند کر لو۔ اور پھر اگر اچھی چیز دیکھو تو اس کی منہ سے تعریف کرو اور اچھی بات ضرور سنو اور اچھی بات ضرور دیکھو۔ بس یہ 3 برائیاں اور 3 اچھائیاں کر لو تو زندگی کامیاب ہو جاتی ہے۔“

(https://www.youtube.com/watch?v=G21ZolBr50s)

سب سے بہترین حل
استخارہ

انسان بشری کمزوری کی وجہ سے بے قدرت اور لاعلم ہے، اگلے لمحے کی بھی خبر نہیں رکھتا اور اپنے بھلے برے کا فیصلہ نہیں کر پاتا۔ لیکن دعائے استخارہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان خامیوں کو دور کر کے بہتر فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ بعض اوقات، لڑکا اور لڑکی، جن کا رشتہ زیرِ غور ہے وہ خود استخارہ کرنے کی بجائے خاندان کے کسی فرد کو استخارہ کے لیے کہہ دیتے ہیں، جبکہ لڑکا اور لڑکی کو اپنے لیے خود دعا کرنی چاہیے۔

اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ استخارہ کا جواب خواب کی صورت میں ہی دیا جاتا ہے، لیکن یہ ایک عام غلط فہمی ہے۔ استخارہ ایک دعا ہے، اور جیسے کسی دعا کے بعد یہ ضروری نہیں کہ کوئی آواز آئے یا قبولیت کے بارے میں بتایا جائے، ویسے ہی استخارے کے بعد کوئی خاص اشارہ ضروری نہیں ہے۔ اگر استخارے کے بعد دل اس کام کے لیے مطمئن ہو جائے تو وہ کام کر لیا جائے، اور اگر دل میں بے چینی یا ناگواری محسوس ہو تو اس کام سے رک جانا بہتر ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ استخارہ کو صرف خواب تک محدود نہ سمجھا جائے، بلکہ دل کی کیفیت اور حالات کے رخ کو بھی غور سے دیکھا جائے۔

استخارہ کرنے کا صحیح طریقہ

استخارہ کے معنی کسی معاملے میں اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی طلب کرنا ہے۔ جبکہ استخارہ کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ ایسی دو رکعت نماز جس میں مخصوص دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے کسی معاملے میں بھلائی اور بہتر انجام کا سوال کیا جاتا ہے۔ یا دو کاموں میں سے ایک کو اختیار کرنے یا چھوڑ دینے میں اُس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

استخارہ ایک دعا ہے جس طرح دعا کے لیے کوئی حد مقرر نہیں۔ اس لیے کسی کام کے انجام بخیر کے لیے استخارہ بھی کئی بار کیا جاسکتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''مسلمان کا کوئی کام استخارہ کے بدوں نہیں ہونا چاہئے۔ کم از کم بسم اللہ سے ضرور شروع ہو اور طریق استخارہ یہ ہے کہ دعائے استخارہ پڑھی جائے۔ ایک دفعہ کم از کم ورنہ سات دن تک عموماً صوفیاء نے چالیس دن رکھے ہیں۔ اس کی بہت برکات ہوتی ہیں جن کو ہر ایک شخص جس کو تجربہ نہ ہو نہیں سمجھ سکتا۔''

(خطبہ نکاح فرمودہ 9/ فروری 1921ء مطبوعہ خطبات محمود جلد سوم صفحہ 92 تا 93)

(مضمون استخارے کی اہمیت اور اس کا طریق، 27 جون 2022)

https://www.alfazl.com/2022/06/27/50160/

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ شادی بیاہ کے معاملہ میں استخارہ کا طریق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''نکاح سے قبل استخارہ کر لینا چاہئے استخارہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک استخارہ عام ہوتا ہے اور ایک استخارہ خاص۔ استخارہ عام پہلے کیا جاتا ہے اور استخارہ خاص بعد میں۔

مگر بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ پہلے ایک عورت کو پسند کر لیتے ہیں اور پھر استخارہ کرتے ہیں ایسے استخارہ میں عموماً خیال کا اثر پڑ جاتا ہے اور وہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ استخارہ ٹھیک ہوا لیکن اگر ان کا رجحان نہ ہو تو وہ اپنے خیال کے ماتحت سمجھتے ہیں کہ استخارہ الٹ پڑ گیا حالانکہ استخارے سیدھے اور الٹ نہیں پڑتے بلکہ ان کا خیال سیدھا یا الٹ پڑتا ہے جس سے وہ غلط نتیجہ اخذ کر لیتے ہیں۔ استخارہ عام یہ ہوتا ہے کہ قطع نظر کسی خاص شخصیت کے دعا کی جائے کہ اے خدا ہمارے لیے ایسا جوڑا مہیا فرما جو جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ ہو۔

دوسرا استخارہ خاص اس وقت کیا جائے جب اس کا موقع آئے اور نام لے کر استخارہ کیا جائے اس طرح استخارہ عام استخارہ خاص کا محافظ ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ پہلا استخارہ کر لیتے ہیں مگر دوسرا نہیں کرتے اور بعض دوسرا کرتے ہیں اور پہلا نہیں کرتے۔ چاہئے کہ دونوں استخارے کئے جائیں اس صورت میں نتیجہ صحیح نکلتا ہے۔ اس طرح شادی کرنے سے سو میں سے ساٹھ فیصدی فائدہ ہو تو میرے نزدیک 90 فیصدی کمی کو اولادیں پورا کر دیں گی اور وہ دس فیصدی فائدہ نوے کی حفاظت کا ذریعہ ہو جائے گا۔''

(خطبہ نکاح فرمودہ 26/ جولائی 1937ء مطبوعہ خطبات محمود جلد 3 صفحہ 435)

شادی کے لیے رشتہ ڈھونڈنا ایک نہایت ذمہ داری والا کام ہے جس میں بہت سارے لوگوں کے احساسات کا خیال رکھ کے چلنا پڑتا ہے۔ شادی ایک ایسا رشتہ ہے جو اعتماد، محبت اور احترام کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ اس لیے رشتہ ڈھونڈنے کے عمل میں صبر، سچائی، سمجھداری اور دعا کو شامل رکھیں، تاکہ آپ کی اور آپ کے پیاروں کی زندگی میں خوشیوں کا آغاز ہو سکے۔ آمین

شادی بیاہ سے متعلق رسوم اور بدعات

(لبنیٰ حمید۔Baitul- Ehsan)

شادی بیاہ ایک خوشی کا موقع ہوتا ہے۔ جہاں دو انسان ایک نئی زندگی کی شروعات کرنے جا رہے ہوتے ہیں۔ اس موقع پر اسلام مستقبل میں پیش آنے والے کئی مسائل سے بچنے کے لیے شادی کا اعلان کرنے اور دعوت کھلانے کے احکامات دیتا ہے۔ کوئی بھی کام جو ان احکامات کے علاوہ کیا جارہا ہے وہ یا تو ثقافت کا حصہ ہوگا یا پھر اپنی تعلیمات سے ناآشنائی کی وجہ سے دوسرے مذاہب سے مرعوب ہونا ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جو چیز بُری ہے وہ حرام ہے اور جو چیز پاک ہے وہ حلال۔ خدا تعالیٰ کسی پاک چیز کو حرام قرار نہیں دیتا بلکہ تمام پاک چیزوں کو حلال فرماتا ہے۔ہاں جب پاک چیزوں ہی میں بُری اور گندی چیزیں ملائی جاتی ہیں تو وہ حرام ہو جاتی ہیں۔“

(ملفوظات جلد 5۔ایڈیشن 1988 صفحہ نمبر 354 تا 355 بحوالہ کتاب رسومات کے متعلق تعلیم از حضرت سیّدہ مریم صدیقہ نوّر اللہ مرقدھا صفحہ نمبر 31)

آج کل شادی بیاہ کے موقع پر کچھ رسومات یوں گھل مل گئی ہیں کہ جیسے اُن کے بغیر شادی انجام ہی نہیں پا سکتی جو کہ بالکل غلط تصور ہے۔ کچھ ایسی ہی بدعات و رسومات اور ان کے متعلق اسلامی تعلیمات مندرجہ ذیل ہیں:

غیر قوم یا ذات پات میں رشتہ کرنے سے ہچکچانا:

کچھ کم فہم لوگ آج کل کے تعلیم یافتہ دور میں بھی رشتہ کرتے وقت بعض اوقات ایک دوسرے کی ذات پات دیکھتے ہیں اور کبھی کبھی تو اس احمقانہ سوچ کی بنا پر رشتہ پر غور ہی نہیں کرتے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:”ہماری قوم میں یہ بھی ایک بد رسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سراسر تکبّر اور نخوت کا طریقہ ہے جو احکامِ شریعت کے بالکل برخلاف ہے۔“

(ملفوظات جلد 5۔ایڈیشن 1988 صفحہ نمبر 48 بحوالہ کتاب رسومات کے متعلق تعلیم از حضرت سیّدہ مریم صدیقہ نوّر اللہ مرقدھا صفحہ نمبر 31 تا 32)

دف بجانا:

دف بجانے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:"اب شادی کو دف کے ساتھ شہرت کرنا جائز رکھا گیا ہے لیکن اس میں جب ناچ وغیرہ شامل کر دیا جائے تو منع ہو گیا۔ اگر اسی طرح پر کیا جائے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کوئی حرام نہیں۔"

(ملفوظات جلد5۔ایڈیشن1988 صفحہ نمبر355 بحوالہ کتاب رسومات کے متعلق تعلیم از حضرت سیّدہ مریم صدیقہ نوّر اللہُ مرقدَھا صفحہ نمبر31)

باجے بجانا:

اکثر شادیوں میں خوب باجے وغیرہ بجائے جاتے ہیں جن سے نہ صرف ارد گرد کے لوگ پریشان ہوتے ہیں بلکہ بعض اوقات نوبت جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کی راہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "باجوں کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا۔ اعلانِ نکاح جس میں فسق وفجور نہ ہو جائز ہے۔"

(ملفوظات جلد3۔ایڈیشن1988 صفحہ نمبر227 بحوالہ کتاب رسومات کے متعلق تعلیم از حضرت سیّدہ مریم صدیقہ نوّر اللہ مرقدَھا۔ صفحہ نمبر31)

ناچ گانا:

آج کل یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر بینڈ باجے نہیں بجا رہے تو اونچی آواز میں میوزک لگا کر لڑکے اور لڑکیاں ڈانس کر رہے ہوتے ہیں اور یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ صرف اپنے ہی ہیں یا یہ کہ صرف لڑکیاں ہی ہیں۔ تو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ بھی غلط ہے۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"پھر ڈانس ہے، ناچ ہے، لڑکی کی جو رونقیں لگتی ہیں اس میں یا شادی کے بعد جب لڑکی بیاہ کر لڑکے کے گھر جاتی ہے وہاں بعض دفعہ اس قسم کے بیہودہ قسم کے میوزک یا گانوں کے اوپر ناچ ہو رہے ہوتے ہیں اور شامل ہونے والے عزیز رشتہ دار اس میں شامل ہو جاتے ہیں تو اس کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔۔۔ بعض لوگ اکثر مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد اپنے خاص مہمانوں کے ساتھ علیحدہ پروگرام بناتے ہیں اور پھر اسی طرح کی لغویات اور ہلڑ بازی چلتی رہتی ہے۔ گھر میں علیحدہ ناچ ڈانس ہوتے ہیں چاہے لڑکیاں لڑکیاں ہی ڈانس کر رہی ہوں یا لڑکے لڑکے بھی کر رہے ہوں لیکن جن گانوں اور میوزک پہ ہو رہے ہوتے ہیں وہ ایسی لغو ہوتی ہیں کہ وہ برداشت نہیں کی جا سکتیں۔"

(خطبہ جمعہ 25/ نومبر 2005ء فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

آتش بازی:

شادی بیاہ کے موقع پر آتش بازی کرنے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:"آتش بازی اور تماشا وغیرہ یہ بالکل منع ہیں کیونکہ اس سے مخلوق کو کوئی فائدہ بجز نقصان کے نہیں ہے۔"

(ملفوظات جلد2۔ایڈیشن1988 صفحہ نمبر310۔ بحوالہ کتاب رسومات کے متعلق تعلیم از حضرت سیّدہ مریم صدیقہ نوّر اللہ مرقدَھا صفحہ نمبر43)

مہندی کی رسم:

اس رسم کے بارہ میں ہمارے پیارے حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”مہندی کی ایک رسم ہے۔ اس کو بھی شادی جتنی اہمیت دی جانے لگی ہے۔ اس پر دعوتیں ہوتی ہیں، کارڈ چھپوائے جاتے ہیں، سٹیج سجائے جاتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ کئی دن دعوتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور شادی سے پہلے ہی جاری ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ کئی ہفتہ پہلے جاری ہو جاتا ہے اور ہر دن نیا سٹیج بھی سج رہا ہوتا ہے اور پھر اس بات پر بھی تبصرے ہوتے ہیں کہ آج اتنے کھانے پکے اور آج اتنے کھانے پکے۔ یہ سب رسومات ہیں جنہوں نے وسعت نہ رکھنے والوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور ایسے لوگ پھر قرض کے بوجھ تلے دب جاتے ہیں۔ غیر احمدی تو یہ کرتے ہی تھے اب بعض احمدی گھرانوں میں بھی بہت بڑھ بڑھ کر ان لغو اور بیہودہ رسومات پر عمل ہو رہا ہے یا بعض خاندان اس میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ بجائے اس کے کہ زمانہ کے امام کی بات مان کر رسومات سے بچتے معاشرہ کے پیچھے چل کر ان رسومات میں جکڑتے چلے جا رہے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 15 / جنوری 2010ء فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

بڑے بڑے مہر رکھوانا:

ایسے مہر مقرر کروانا جو انسان کی حیثیت اور طاقت سے باہر ہوں ایک رسم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا اس کا خیال مہر میں ضرور ہونا چاہیے۔ خاوند کی حیثیت کو مدّ نظر رکھنا چاہیے۔ اگر اس کی حیثیت دس روپے کی نہ ہو تو وہ ایک لاکھ روپے کا مہر کیسے ادا کرے گا۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد دوم۔ صفحہ نمبر 462)

شلیمہ

آجکل خاندانوں میں ایک بڑھتا ہوا رجحان دیکھا جا رہا ہے کہ وہ رخصتی اور ولیمے کی بجائے مشترکہ طور پر مالی وسائل جمع کرنے کا انتخاب کرتے ہیں اور مہنگے مقامات پر ایک مشترکہ تقریب منعقد کرتے ہیں، جسے ”شلیمہ“ (شادی اور ولیمے کا مرکب) کہتے ہیں۔

حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں ہدایت فرمائی ہے:

“This is wrong and against the Sharia. The Walima cannot take place until Khalwat-e-Sahiha. (Khalwat-e-Sahiha means that the husband and wife come together after the Rukhsati in solitude in a place where no one else can enter without their permission).”



شادی کے متعلق مذہبی تعلیم اور ریت رواج میں فرق کرنے کی ضرورت

(صالحہ ویٹنجر۔ ممبر شعبہ رشتہ ناطہ لجنہ اماء اللہ یوکے)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

۔۔۔۔ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۟ۙ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔۔۔۔۔۔

"۔۔۔۔اللہ نے تمہاری طرف ایک عظیم ذکر نازل کیا ہے۔ایک رسول کے طور پر جو تم پر اللہ کی روشن کر دینے والی آیات تلاوت کرتا ہے تا کہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔۔۔۔"

(سورۃ الطلاق: 11 تا 12۔اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

آنحضرت ﷺ کے بتائے ہوئے طریق پر چلنے سے ہم جہالت کے اندھیرے سے نکل کر ایمان کی روشنی میں آ جاتے ہیں۔ یہ اندھیرے شرک، بدعت، ریت رواج اور رسوم کے اندھیرے ہوتے ہیں۔ریت رواج اور رسم ایک ایسے عمل کو کہتے ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ معاشرے کا حصہ بن جاتا ہے۔ ہر قوم اور ملک میں کچھ ایسے ریت رواج ہوتے ہیں جو زمانۂ قدیم سے چلے آتے ہیں۔ ان کا اس قوم کے افراد کے مذہب سے تعلق نہیں ہوتا مگر دھیرے دھیرے نادانستہ طور پر قومی ریت رواج اور مذہبی رسوم ایک دوسرے میں مدغم ہو جاتے ہیں۔یہی مثال شادی بیاہ کے رسم ورواج پر صادق آتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس نقطہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہمارے ہاں یہ غلط تصور پایا جاتا ہے کہ مشرقی معاشرہ گویا اسلامی معاشرہ ہے۔۔۔ مشرقی معاشرے کے بعض پہلو اسلامی ہیں اور اِن میں تہذیب اور مذہب دونوں باہم ایک دوسرے کے ساتھ جذب ہو کر ایک شکل اختیار کر گئے ہیں لیکن کثرت سے ایسے پہلو ہیں جو نہ صرف یہ کہ اسلامی نہیں بلکہ مذہبی اقدار کے معاند اور مخالف ہیں۔"

(اوڑھنی والیوں کے لیے پھول۔ جلد دوم۔ صفحہ نمبر 197)

اگر ہم دنیا کے بڑے اسلامی ممالک انڈونیشیا، عرب اور افریقی مسلم ممالک میں یا پاکستان میں شادی بیاہ کی رسومات کا موازنہ کریں تو ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہوں گی اس لیے ہم انہیں اسلامی رسم ورواج کا نام نہیں دے سکتے۔ البتہ نکاح ایک ایسا حکم ہے جو تمام مسلمانوں میں مشترک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بانی اسلام آنحضرت ﷺ کی بعثت کی غرض یہ بتائی کہ وہ بنی نوع انسان کو اُن طوقوں اور پھندوں سے آزاد کروائیں جو انہوں نے خود پہن رکھے ہیں اور صرف آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع کرتے ہوئے اندھیروں سے نکل کر ایمان کے نور سے منور ہوا جا سکتا ہے۔

اس لیے آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ ہمارے لیے بہترین مثال ہے شریعت کے بنیادی ماخذ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دینی ہدایتوں پر قائم ہونے کے لیے تین چیزیں ہیں۔
قرآن شریف۔۔۔دوسری سنت۔۔۔تیسرا ذریعہ ہدایت کا
حدیث ہے۔"

(کتاب بدرسوم وبدعات۔صفحہ نمبر17)

تیرا نبیؐ جو آیا اُس نے خدا دکھایا
دین قویم لایا بدعات کو مٹایا

(درثمین۔صفحہ نمبر44)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جنوری 2010ء میں فرماتے ہیں:

"ضلالت اور گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکے ہوئے لوگ آج سے چودہ سو سال پہلے اس نبی کے نور سے فیضیاب ہوئے تھے اور ہر میدان میں اعلیٰ معیاروں کو چھونے لگے تھے۔۔۔پس اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو پھر آنحضرت ﷺ کے اُسوہ اور آپ ﷺ پر اُتری ہوئی تعلیم کی پابندی کرنا بھی لازمی ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کی بھی شرط رکھی ہے۔ پس ہمیں ہمیشہ اپنے مدِّنظر یہ بات رکھنی چاہیے کہ کون سا عمل صالح ہے اور کون سا غیر صالح۔۔ مثلاً خوشیاں ہیں۔ یہ دیکھنے والی بات ہے کہ خوشیاں منانے کے لیے ہماری کیا حدود ہیں۔۔۔ آج کل دیکھیں مسلمانوں میں خوشیوں کے موقعوں پر زمانے کے زیرِ اثر طرح طرح کی بدعات اور لغویات راہ پاگئی ہیں۔ ایک احمدی کو ان باتوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جو کام بھی وہ کر رہا ہے اس کا کسی نہ کسی رنگ میں فائدہ نظر آنا چاہیے۔۔۔ خوشیوں میں ایک خوشی جو بڑی خوشی سمجھی جاتی ہے وہ شادی کی خوشی ہے۔۔۔ لیکن ان میں بھی بعض رسمیں خاص طور پر پاکستانی اور ہندوستانی معاشرے میں راہ پاگئی ہیں۔ جن کا اسلام کی تعلیم سے کوئی بھی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ اب بعض رسوم کو ادا کرنے کے لیے اس حد تک خرچ کیے جاتے ہیں کہ جس معاشرے میں اِن رسوم کی ادائیگی بڑی دھوم دھام سے کی جاتی ہے وہاں یہ تصور پیدا ہو گیا ہے کہ شاید یہ بھی شادی کے فرائض میں داخل ہے۔ مہندی کی ایک رسم ہے اس کو بھی شادی جتنی اہمیت دی جاتی ہے۔ بلکہ کئی دن دعوتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ پھر اس پر تبصرے ہوتے ہیں کہ آج اتنے کھانے پکے یہ سب رسومات ہیں جنہوں نے وسعت نہ رکھنے والوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ ایسے لوگ پھر قرض کے بوجھ تلے دب جاتے ہیں۔۔۔ شادیوں پر بے جا اسراف، دکھاوا اور اپنی شان اور پیسے کا جو اظہار ہے وہ نہیں ہونا چاہیے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جنوری 2010ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اِذنِ الٰہی سے بیعت لینی شروع کی تو آپ نے بیعت کرنے والوں کے لیے دس شرائطِ بیعت مقرر فرمائیں جن میں سے چھٹی شرط کا ایک حصّہ یہ ہے کہ "اتباعِ رسم و متابعتِ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا۔۔۔" اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جب رسمیں بڑھتی ہیں تو پھر انسان اندھا ہو جاتا ہے پھر اگلا قدم یہ ہوتا ہے کہ مکمل طور پر ہوا و ہوس کے قبضے میں چلا جاتا ہے۔۔ ہر ایک کو یہ محاسبہ کرنا چاہیے۔ ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہیے۔ اگر ہم اس عہد بیعت پر قائم ہیں، اپنے خدا سے ڈرتے ہوئے ہوا و ہوس سے رُکے ہوئے ہیں۔۔۔ اس کی طرف جھکتے ہیں تو وہ ہمیں اس کے عوض اپنی جنت کی بشارت دے رہا ہے۔"

(کتاب شرائطِ بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں۔صفحہ نمبر 103 تا 104)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم ہر خوشی کے موقع پر اللہ کی رضا کو مقدم رکھنے والے بنیں اور بے مقصد رسم و رواج کے چنگل سے بچنے والے ہوں۔ آمین

جس کا مسلک زہد و ذکر و اتقا ہو جائے گا
پنجۂ شیطان سے وہ بالکل رہا ہو جائے گا

رشتہ ناطہ کو درپیش تربیتی مسائل



(آصفہ چودھری۔ انچارج شعبہ رشتہ ناطہ لجنہ اماءاللہ یوکے)

شعبۂ رشتہ ناطہ بلاشبہ ہمارے لیے ایک نعمت ہے۔ اس کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ وسلام کے مبارک ہاتھوں سے ہوا جس کی بِنا حضور علیہ السلام کا افرادِ جماعت کے لیے ہمدردی اور اُنس کا جذبہ تھا۔ حضور علیہ السلام کی دلی خواہش تھی کہ احبابِ جماعت اپنے بچوں کے رشتے جماعت میں کریں۔ اس سلسلے میں حضور علیہ السلام جماعت میں والدین کی مدد اور رہنمائی فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جاری کردہ یہ نظام زمانے کے ساتھ آہستہ آہستہ ترقی کرتا رہا۔ ابتدائی دور میں لڑکے اور لڑکیوں کے نام رجسٹر میں لکھ کر اسے محفوظ مقام پر رکھ دیا جاتا تھا لیکن اب یہ ایک App کی شکل اختیار کر گیا ہے اور کاغذی ریکارڈ کی ضرورت یکسر ختم ہو گئی ہے۔

شعبۂ رشتہ ناطہ لجنہ اماءاللہ یوکے، امیر صاحب یوکے کے تحت کام کرتا ہے۔ اس وقت ہماری ٹیم میں 28 ممبرات ہیں۔ اس ٹیم کی ممبرات کو کئی مراحل سے گزر کر ٹیم میں شامل ہونے کی منظوری ملتی ہے عموماً مقامی صدر یا کسی اور کی سفارش پر ایسی ممبر کا نام ابتدائی تحقیق کے بعد صدر صاحبہ یوکے کو منظوری کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔ جس کے بعد امورِ عامہ ان کی تحقیق کرتی ہے اور پوری تسلی ہونے کے بعد اپنی ٹیم میں شامل کیا جاتا ہے۔ اس طویل کارروائی کی وجہ یہ ہے کہ شعبہ رشتہ ناطہ کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ ٹیم میں شامل ہونے والی ہر ممبر نہ صرف صحیح طور پر کام کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو بلکہ ہمدردی، تحمل اور لگن کے جذبات سے سرشار بھی ہو۔ مزید یہ کہ رشتہ ناطہ سے متعلقہ معاملات کو صیغۂ راز میں رکھنے والی ہو۔

الحمدللہ اس وقت ہمارے App میں لڑکے اور لڑکیوں کی کافی تعداد موجود ہے اور ان کا تناسب بھی صحیح ہے۔ اسی طرح مختلف عمر، تعلیمی معیار اور پیشوں سے تعلق رکھنے والے پروفائل (profile) موجود ہیں جن میں کنوارے اور طلاق یافتگان کے کوائف بھی ہیں۔ ہمارے خیال میں بہت سے ایسے پروفائل موجود ہیں جن میں لڑکوں اور لڑکیوں میں مطابقت ہے اور ایک دوسرے کے لیے موزوں ہیں۔ روزانہ کئی ایسے پروفائل منتخب بھی ہوتے ہیں جو بظاہر مناسب لگتے ہیں لیکن مختلف وجوہات کی بنا پر رشتے پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتے۔ بالکل معمولی باتوں پر فریقین رشتے کی بات چیت ختم کر دیتے ہیں۔ تجربہ کی بنا پر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اس سلسلہ میں کئی ایسے تربیتی امور ہیں جو اصلاح طلب ہیں۔

ایک وجہ یہ ہے کہ آج کل طرفین کی مکمل توجہ ظاہری شکل و صورت پر ہوتی ہے۔ اکثر طرفین ایک دوسرے کی فوٹو دیکھنے کے بعد بات چیت کا سلسلہ ختم کر دیتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ صرف فوٹو ایک انسان کی پوری عکاسی نہیں کرتی۔ بعض اوقات لڑکی میں ایک قدرتی حُسن اور کشش ہوتی ہے جو فوٹو میں ظاہر نہیں ہوتی یا فوٹو صحیح طریقے سے نہیں لی گئی ہوتی جب کہ دیکھنے میں وہ شخص بہتر ہوتا ہے۔ یہ بات زیادہ تر لڑکوں پر صادق آتی ہے۔ اگر فریقین آپس میں ملاقات کرتے تو عین ممکن ہے کہ اُنہیں ظاہری شکل و صورت کے بجائے ایک دوسرے کے اخلاق پسند آجاتے۔ ہمیں شکل و صورت اور فوٹو پر ہی حتمی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ شکل و صورت اور جسامت میں عمر کے ساتھ تبدیلی بھی آسکتی ہے۔ لیکن اخلاق اور نیک فطرت عمر بھر قائم رہتی ہے۔

قدیم سے چلا آنے والا ایک اور مسئلہ رنگ روپ کا ہے جس سے نپٹنا ہمارے لیے بے حد مشکل ہوتا ہے۔ عموماً لڑکی کی گوری رنگت پر ضرورت سے زیادہ زور دیا جاتا ہے لیکن رنگت تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے! آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا:
"کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ اللہ کی نظر میں وہ زیادہ معزز ہے جو زیادہ متقی ہے۔"
(خطبہ جمعہ 9/ اگست 2019ء)

کاش کہ گورے اور کالے رنگ پر توجہ کم ہو جائے اور یہ فرسودہ خیالات ہمارے ذہنوں سے نکل جائیں۔ جب دونوں خاندان پروفائل دیکھ کر اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہیں تو اگلا قدم والدین کا آپس میں فون پر رابطہ ہوتا ہے۔ والدین کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اُن کا لب ولہجہ اور الفاظ ان کی شخصیت کی عکاسی کرتے ہوں۔ اکثر مائیں ہمیں بتاتی ہیں کہ دوسری طرف سے خاتون کا رویہ اور گفتگو کا طریقہ انتہائی مہذب تھا یا یہ کہ اُن کے لہجے میں تکبر اور بے رُخی پائی جاتی تھی۔ ممکن ہے کہ بات کرنے والے کو اس بات کا قطعاً احساس نہ ہو لیکن منفی تاثر کے نتیجہ میں رشتہ کی بات ختم ہو جاتی ہے اور عین ممکن ہے کہ ایک اچھا رشتہ اُن کے ہاتھ سے جا تا رہا ہو۔

پھر عمر کے فرق کو بھی ایک مسئلہ بنالیا جاتا ہے۔ اکثر لڑکے اپنی ہم عمر لڑکی کے رشتے سے انکار کر دیتے ہیں اور کئی سال چھوٹی لڑکی کا رشتہ چاہتے ہیں۔ اس ضمن میں مائیں بھی ان کا ساتھ دیتی ہیں۔ ہمارے سامنے آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی مثال ہے۔ بعض اوقات لڑکے اور لڑکیاں اپنے پروفائل میں کسی ایک بات پر بہت زور دیتے ہیں مثلاً "اُونچا قد ضرور ہو"۔ اس سے انہیں نقصان ہو سکتا ہے کہ اگرچہ اُن کے پروفائل کی باقی باتیں پوری ہو رہی ہوتی ہیں لیکن اس ایک نقطے کی وجہ سے ایک اچھا رشتہ اُن کے ہاتھ سے چلا جاتا ہے۔ کوشش کریں کہ آپ کے پروفائل میں لچک ہو۔

آج کل تعلیم کو بہت اہمیت دی جاتی ہے بلکہ بعض اوقات لڑکے لڑکیاں کسی خاص پروفیشن کی تلاش میں ہوتے ہیں یا اُنہیں کم از کم اپنے معیارِ تعلیم کے عین مطابق رشتہ درکار ہوتا ہے۔

اس طرح وہ کچھ کم تعلیم یافتہ مگر دوسرے لحاظ سے ایک اچھے رشتے کا انکار کر دیتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر لڑکے کے پاس Degree نہ ہو تو لڑکی والے اس رشتہ پر توجہ نہیں دیتے حالانکہ عین ممکن ہے کہ وہ بھی ڈگری یافتہ جتنی خصوصیات اور ذہانت رکھتے ہوں، اُن کا اپنا کاروبار ہو یا اچھی ملازمت کر رہے ہوں جب کہ ایک ڈگری یافتہ نوکری کی تلاش میں ہی رہتے ہوں یا اتنی اچھی ملازمت نہ کر رہے ہوں۔

رشتے کرتے وقت ہم کفو کی شرط اچھی اور مناسب ہوتی ہے لیکن ذات پات کا کہیں ذکر نہیں ملتا اور نہ ہی اسلام میں ذاتوں کا کوئی بھی تصور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اے لوگو ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔"
(سورۃ الحجرات:14۔ اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

ایک اور تکلیف دہ بات جو اکثر ہمارے مشاہدے میں آتی ہے وہ طلاق یافتہ کا رشتہ ہے۔ اگر فریقین میں سے ایک طلاق یافتہ ہو تو صرف اس بنا پر فوراً رشتہ مسترد کر دیتے ہیں۔ ہمیں اپنے ذہنوں سے اس خیال کو نکالنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے اسوۂ حسنہ پر نظر ڈالیں تو سوائے حضرت عائشہؓ کے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی تمام ازواجِ مطہرات بیوہ یا طلاق یافتہ تھیں۔

آج کل یہ امر بھی رشتوں میں مشکل پیدا کر رہا ہے کہ بہت سے خاندان چاہتے ہیں کہ لندن میں ہی رشتہ ملے بلکہ بعض تو M25 سے باہر بھی نہیں جانا چاہتے۔ کچھ ایسی مائیں بھی ہیں جو کہتی ہیں کہ اس شرط پر رشتہ پر غور ہوگا کہ لڑکا وہاں منتقل ہونے پر تیار ہو جہاں بچی رہتی ہے۔ اس پر رشتہ کی بات ختم ہو جاتی ہے۔ کئی مناسب رشتے اس شرط کی وجہ سے آگے نہیں بڑھتے۔ کئی ایسی پروفائل ہیں جن میں واضح طور پر لکھا ہوتا ہے کہ ہمیں صرف UK Born رشتہ درکار ہے۔ اگر پاکستان سے آئے ہوئے بچوں بچیوں کا رشتہ تجویز کریں تو فوراً انکار ہو جاتا ہے۔ جن لڑکوں کے پاس اپنا ذاتی گھر نہیں اُن کے لیے بھی رشتہ

تلاش کرنے میں دِقت پیش آتی ہے۔ آج کل کے دور میں مہنگائی اور گھروں کی قیمتوں کی وجہ سے ذاتی گھر خریدنا آسان نہیں ہے۔ دوسرے اگر فیملی کے ساتھ کچھ عرصہ رہنا پڑے تو اس کے بھی کئی فوائد ہوتے ہیں تاہم اس بات پر ایمانداری اور نیک نیتی سے فیصلہ کرنا چاہیے۔ بعض اوقات لڑکے خواہش ظاہر کرتے ہیں کہ وہ لڑکی سے اکیلے ملنا چاہتے ہیں ۔ اس سلسلے میں ہمیں اسلامی تعلیمات سے راہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔

ایک انتہائی اہم بات یہ ہے کہ پروفائل میں پوری ایمانداری سے ہر بات بیان ہونی چاہیے۔ مثلاً اگر کوئی طلاق شدہ ہے اور ان کے بچے ہیں تو واضح طور پر بیان کرنا چاہیے اور قرآن حکیم کے حکم

قُوْلُوا قَوْلاً سَدِیداً

(سورۃ الاحزاب:71)

کو ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ ہمارے مشاہدے میں یہ بھی آیا ہے کہ بعض اوقات والدین اپنے بچوں کو خصوصاً لڑکوں کو خود رجسٹر کروا دیتے ہیں ۔ لڑکے سارا معاملہ والدین پر چھوڑ دیتے ہیں اور ذاتی طور پر رشتوں میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے۔ اگر والدین اور بچے دونوں رشتوں میں دلچسپی لیں تو رشتہ دیکھنے اور کروانے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ بعض والدین کے ذہن میں ہو کہ مزید رشتے دیکھتے رہیں گے لیکن اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ضروری نہیں کہ ان کے بچوں کی عمر اور کوائف کے لحاظ سے مزید رشتے آتے جائیں گے ۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ والدین نے شروع میں جن رشتوں کا انکار کیا تھا کچھ عرصے بعد اسی رشتے پر راضی ہو گئے کیونکہ انہیں احساس ہوا کہ پہلا رشتہ بعد میں آنے والوں سے بہتر تھا۔

ہم اپنے دوستوں کی عادات اور اُن کی شخصیت دیکھ کر اُن سے دوستی کرتے ہیں نہ کہ ان کی شکل وصورت یا سماجی حیثیت کو دیکھ کر! پس جن باتوں کی تلاش ہم اپنے دوستوں میں کرتے ہیں انہی کی تلاش اپنے جیون ساتھی کے لیے کرنی چاہیے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ ہمیں ایک اچھے اور نیک ساتھی کو تلاش کرنا چاہیے کیونکہ عین ممکن ہے کہ زندگی کے کسی موڑ پر پہنچ کر حُسن اور دولت قائم نہ رہے لیکن تقویٰ اور نیک فطرت ایسے وصف ہیں جو کبھی ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔

اگر مندرجہ بالا امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے دعا کے ساتھ اپنے بچوں کے رشتے تلاش کریں تو ان شاء اللہ یہ ایک خوشکن تجربہ ہوگا۔ ہمارے لیے وہ لمحات انتہائی خوشی کا باعث بنتے ہیں جب ہم ایسے خاندانوں کی مدد کرتے ہیں جو تقویٰ کو فوقیت دیتے ہیں اور مطالبات کی لمبی فہرست کو پس پشت ڈال کر رشتہ تلاش کرتے ہیں۔ ایسے خاندان بھی ہیں جنہیں App پر رجسٹر ہونے کے ایک ہفتہ بعد ہی مناسب رشتہ مل گیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اگلا قدم اُٹھا لیا۔ ہماری دعائیں ہمیشہ اُن کے شامل حال رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ پر چلتے ہوئے صحیح فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اپنی بیٹی کو شادی کے موقع پر نصائح

(1) اپنے شوہر سے پوشیدہ یا وہ کام جس کو اُن سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہر گز کبھی نہ کرنا۔ شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور بات آخر ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کو کھو دیتی ہے۔

(2) اگر کوئی کام اُن کی مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا صاف کہہ دینا۔ کیونکہ اس میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقری کا سامنا ہے۔

(3) کبھی اُن کے غصہ کے وقت نہ بولنا۔ تم پر یا کسی نوکر پر یا کسی بچہ پر خفا ہوں اور تم کو علم ہو کہ اس وقت یہ حق پر نہیں ہیں جب بھی اُس وقت نہ بولنا۔ غصہ تھم جانے پر پھر آہستگی سے حق بات اور ان کا غلطی پر ہونا اُن کو سمجھا دینا۔ غصہ میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت باقی نہیں۔

4) اُن کے عزیزوں کو، عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا۔ کسی کی بُرائی تم نہ سوچنا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ لینا۔ پھر دیکھنا ہمیشہ خدا تمہارا ہی بھلا کرے گا۔

(سیرت حضرت اماں جان۔ شائع کردہ مجلس انصار اللہ۔ صفحہ نمبر 140)



شعبہ رشتہ ناطہ کے حالیہ تین ادوار

(عابدہ ہاشم۔ ممبر شعبہ رشتہ ناطہ لجنہ اماء اللہ یوکے)

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے زندگی کے تمام پہلوؤں کے لیے ہدایت کے سامان فرمائے ہیں۔ چنانچہ شادی بیاہ کے متعلق بھی دین اسلام نے ایسی راہنمائی کی ہے کہ دوسرے مذاہب میں اس کی نظیر نہیں ملتی اور اس سلسلے میں قرآن مجید ہماری مکمل راہنمائی فرماتا ہے۔ رشتہ ناطہ کے دفتر کی ابتدا خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے بابرکت ہاتھوں سے کی۔ خوش قسمت ہیں ہم احمدی کہ یہ نظام تمام دنیا میں ہر جگہ موجود ہے۔ الحمد اللہ۔

خاکسار اس وقت یوکے کے شعبہ رشتہ ناطہ کے ان ادوار کا ذکر کرنا چاہے گی جو 2012ء سے لے کر 2024ء تک گزرے ہیں۔ رشتہ ناطہ یوکے کا دفتر یوکے مرکز کے تحت کام کرتا ہے۔ ہم اس لحاظ سے انتہائی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے براہ راست ہدایات ملتی ہیں۔ خاکسار نے 2012ء میں یہ دفتر جوائن کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت سے مسلسل اس کے ساتھ منسلک ہوں۔

اس وقت سے اب تک ہم تین مختلف ادوار سے گزرے ہیں۔ اور ہر دور نئی Technology کے لحاظ سے ترقی پر گامزن ہے۔ ہمارا سب سے پہلا دور ہمارے رجسٹر کا دور تھا۔ ہم تین رجسٹر رکھتے تھے ایک لڑکیوں کا، ایک لڑکوں کا اور ایک تصاویر کا۔ ان رجسٹرز میں Candidates کی تفاصیل اور کوائف لکھے جاتے تھے۔ مائیں اپنے بچوں کے ساتھ آفس میں بھی آتیں اور فون پر بھی ان سے بات چیت ہوتی۔ جب بھی والدین یا عزیز و اقارب رشتہ کے بارے میں پوچھتے تو ہم ان رجسٹرز سے ان کے کوائف پڑھ کر اس کے مطابق ان کو رشتے تجویز کرتے۔ ہماری یہ کوشش رہتی کہ رشتہ ہم کفو ہو اور اگر candidate تصویر دیکھنا چاہتے تو ہم فریقین کی اجازت سے تصاویر بھی ایک دوسرے کو دکھا دیتے۔ ان میں سے کسی ایک فریق کو بھی رشتہ مناسب نہ لگتا تو ہم انہیں دوسرا رشتہ تجویز کر دیتے۔ اور اگر رشتہ فریقین کو پسند آتا تو ایک دوسرے سے رابطہ کروا دیتے۔

اس دور میں ہمارے پاس یوکے کے علاوہ انٹر نیشنل رشتوں کا بھی ریکارڈ ہوتا تھا۔ ہماری پوری کوشش ہوتی تھی کہ ہم انٹر نیشنل سطح پر بھی والدین کی پوری طرح مدد کریں۔ اس کے علاوہ اس وقت صرف ماؤں اور بچیوں کے لیے کافی مارننگ کے مواقع مہیا کیے جاتے تاکہ زیادہ سے زیادہ مائیں اور بچیاں آپس میں بھی مل کر رابطے قائم کریں۔ (اس وقت یہ پروگرام صرف لجنہ کے لیے ہی ہوتے تھے۔)

ہماری پوری کوشش ہوتی کہ ایسے رشتے تجویز ہوں جو ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے ہوں۔ اس طرح سے بعض اوقات تربیت کرنے کا بھی موقع مل جاتا اور رشتے بالکل میچ ہو جاتے۔

بعض دفعہ رشتہ ہونے کے قریب ہوتا کہ ایک چھوٹی سی بات کو لے کر لوگ انکار کر دیتے جس میں بعض اوقات culture کی بات آجاتی، ذات پات کی بات آجاتی یا شکل وصورت کی بات آجاتی۔ اس وقت ہم انہیں اسلامی تعلیمات کے لحاظ سے انتہائی پیار محبت اور ادب سے سمجھانے کی کوشش کرتے۔ والدین اور بچے سمجھ بھی جاتے اور اس لحاظ سے محض خدا کے فضل سے بہت رشتے ہوئے اور کامیاب بھی ہوئے۔ الحمدللہ۔ اس دوران مردوں اور لجنہ کی ٹیم کو حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور حضور اقدس کی ہدایات حاصل ہوئیں۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

اسی طرح محترم امیر صاحب کے ساتھ بھی میٹنگز ہوتی رہتی تھیں۔ صدر لجنہ اماءاللہ سے بھی ملاقات کرتے۔ ہر دو ہمارے شعبہ کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ایک بہت کامیاب دور ثابت ہوا۔ الحمدللہ۔

اس کے بعد ہمارا دوسرا دور شروع ہوا۔ جدید ترقی کی وجہ سے ہمارے شعبے میں بھی تبدیلی ہوئی جس کے نتیجہ میں والدین کو خود بھی رشتہ کی تلاش میں آسانی ہو گئی۔ تمام رشتے جو رجسٹر میں درج تھے اور نئے رشتے بھی computerised database پر منتقل ہو گئے۔ جس میں ایک application form دیا جاتا تھا اور candidate اپنے profile, detail اور requirements بھر کر دیتے۔

ہماری ٹیم کے لیے بھی اس میں ایک خاص تبدیلی یہ ہوئی کہ عمر کے مطابق 3 گروپ بنائے گئے جس میں 30-20 سال، 30-40 اور 40+ کا گروپ تھا۔ چونکہ اس میں مرد حضرات لڑکوں سے deal کرتے اور لجنہ لڑکیوں سے deal کرتیں اس لیے دونوں ٹیمیں آپس میں مشورہ کرتیں اور candidate کی عمر اور کوائف کی مناسبت سے رشتہ تجویز کرتے۔

علاوہ ازیں اس website کا بڑا فائدہ یہ بھی تھا کہ شادی کے خواہشمند بچے بچیاں خود بھی اپنے ریفرنس نمبر کے ساتھ آن لائن رشتہ تلاش کر سکتے تھے۔ تاہم ٹیم کا تعاون اور مدد بھی خدا کے فضل سے شامل ہوتی تھی۔

اس دور میں صرف لجنہ کے لیے کافی مارننگ اور میٹ اینڈ گریٹ کا پروگرام بھی شروع ہوا۔ چونکہ سالانہ اجتماع، مینا بازار اور جلسہ سالانہ پر افرادِ جماعت کو ملنے کے زیادہ مواقع حاصل ہوتے ہیں اس لیے ان ادوار میں ہماری ٹیم نئی رجسٹریشن کے لیے موجود ہوتی تھی۔

ہماری یہی کوشش رہی کہ افرادِ جماعت آپس میں زیادہ سے زیادہ ملیں اور مناسب رشتے تلاش کرنے میں کامیاب ہوں۔ اس دور میں شعبہ رشتہ ناطہ کی میٹنگز باقاعدگی سے ہوتی تھیں جن میں رشتہ ناطہ کے مسائل خصوصاً تربیتی پہلو اجاگر کیے جاتے اور ان کے حل تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی۔

اس کے بعد ہم رشتہ ناطہ کے تیسرے دور میں داخل ہوئے جو کہ موجودہ app کی شکل میں متعارف ہوا۔ اس میں Candidate اور ان کے والدین خود اپنی profile اور requirements لکھتے ہیں۔ کچھ حفاظتی اقدامات (جس میں امورِ عامہ کے چیک شامل ہیں) checking کے مراحل سے گزرنے کے بعد بچے app پر رجسٹر ہو جاتے ہیں۔ شعبہ رشتہ ناطہ کی طرف سے ان کو ایک منفرد ریفرنس نمبر دیا جاتا ہے جس کے ذریعہ خود candidates اور والدین ساتھ مل کر پہلے مناسب رشتے تلاش کرتے ہیں۔ پھر ٹیم ممبرز ان کو facilitate کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپس میں وہ خود بات چیت کرتے ہیں اور بات کو آگے بڑھاتے ہیں۔

یاد رہے کہ تمام پروفائل میں کسی کا نام یا شناخت ظاہر نہیں کی جاتی۔ اس دور میں کافی مارننگ تو نہیں ہوتی البتہ لجنہ اور مرد حضرات دونوں کے لیے سال میں کئی بار مختلف شہروں میں میٹ اینڈ گریٹ منعقد کیے جاتے ہیں۔ میٹ اینڈ گریٹ میں لڑکا لڑکی اور دونوں کے والدین کے لیے پہلے سے طے شدہ میٹنگ کے لیے ملاقات کا انتظام کیا جاتا ہے۔ فیملیز کے لیے سب سے پہلا میٹ اینڈ گریٹ 14 فروری 2020ء کو منعقد کیا گیا اور شامل ہونے والوں میں کافی مقبول ہوا۔

امسال 2024ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر لجنہ نے ایک نیا طریق متعارف کروایا جسے Ladies Network Event کا نام دیا گیا ہے۔ جس کا مقصد رشتہ کے سلسلے میں لجنہ ممبرات کو آپس میں ملنے کا موقع فراہم کرنا تھا۔ ٹیم ممبرز نے لڑکی والوں کو گلابی رنگ کی پرچی اور لڑکے والوں کو نیلی رنگ کی پرچی مختصر تعارف کے ساتھ دیں۔ اس طرح وہ آپس میں خود ایک دوسرے سے ملتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنے والوں کی اکثریت اس نظام سے بہت خوش تھی۔

اس دور میں میٹنگز کے علاوہ شعبہ رشتہ ناطہ کے تحت تربیتی سیمینار منعقد ہوتے رہتے ہیں جن میں سوال و جواب کی سہولت موجود ہوتی ہے۔ خدا کے فضل و احسان سے ہر دور میں لجنہ رشتہ ناطہ ٹیم نے انتہائی محنت، اتفاق اور تعاون سے مل جل کر کام کیا ہے اور حتی الوسع ایک دوسرے کی مدد اور درپیش مسائل کا حل تلاش کرنے کی پوری کوشش کرتی ہیں۔

قارئین سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری مساعی میں برکتیں ڈالے اور ہمیں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اگر طرفین میں لڑائی ہو تو چاندی دے دینے سے صلح ہو جاتی ہے





حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”چاندی کے بیچ میں ایک جو ہر محبت ہے اس لیے یہ زیادہ مرغوب ہوتی ہے۔ اکثر لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ جنت کی نعما میں چاندی کے برتنوں کا ذکر ہے حالانکہ اس سے بیش قیمت سونا ہے۔ وہ لوگ اس راز کو جو کہ خدا تعالیٰ نے چاندی میں رکھا ہے نہیں سمجھے۔ جنت میں چونکہ غلّ اور کینہ اور بغض وغیرہ نہیں ہوگا اور آپس میں محبت ہوگی اور چونکہ چاندی میں جو ہرِ محبت ہے اس لیے اس نسبتِ باطنی سے جنت میں اس کو پسند کیا گیا ہے۔ اس میں جو ہرِ محبت ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ اگر طرفین میں لڑائی ہو تو چاندی دے دینے سے صلح ہو جاتی ہے اور کدورت دور ہو جاتی ہے۔ کسی کی نظر عنایت حاصل کرنی ہو تو چاندی پیش کی جاتی ہے۔ علوم یا تو قیاس سے معلوم ہوتے ہیں اور یا تجربہ سے۔ چاندی کے اس اثر کا پتہ تجربہ سے لگتا ہے۔ خواب میں اگر کسی مسلمان کو چاندی دے تو اس کی تعبیر یہ ہوتی ہے کہ اسے اسلام سے محبت ہے اور وہ مسلمان ہو جائے گا۔“

(البدر جلد 2 نمبر 31 مورخہ 21 اگست 1903 صفحہ 241)
(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ جلد نمبر 8۔ صفحہ نمبر 147)



جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا

(سیّدہ ثریا صادق۔Putney)

یہ مضمون خاکسار کو سیکرٹری اشاعت صاحبہ یوکے کی طرف سے لکھنے کو کہا گیا ہے۔اس مضمون کی مکمل آگاہی کے لیے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پورا شعر آپ کے سامنے رکھتی ہوں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

انسانی فطرت کے اندر خدا تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ مل جل کر رہے اور رشتوں کی پہچان کے ساتھ دنیا میں زندگی بسر کرے۔ ماں باپ، بھائی بہن، عزیز رشتے دار، بیوی بچے اور دوست احباب یہ سب رشتے انسانی زندگی کے لازمی جزو ہیں اور انہی رشتوں کے دم سے انسان کی بقا ہے۔ان دنیاوی رشتوں کے ساتھ جب انسان عجز و انکسار، عفو و درگزر اور وسعت حوصلہ سے کام لیتے ہوئے انہیں مضبوط کرنے کی کوشش میں محو رہتا ہے اور محض اللہ کے لیے ان تعلقات کو جوڑتا ہے تو یہ اس انسان کی روحانی بقا کے ضامن بھی بن جاتے ہیں۔اسی سے انسان کو کسی نبی، رسول یا اُس کے خلیفہ کی پیروی کر کے روحانی رشتہ کو مضبوط ترین کرنے کی صلاحیت بھی میسر آتی ہے۔

آج کل دنیا بھر میں موجود حالات و واقعات کی روشنی میں دیکھا جائے تو معاشرے میں صبر و تحمل اور برداشت کا مادہ کم سے کم ہوتا جا رہا ہے۔ معمولی معمولی باتوں پر بھڑک اُٹھنا معمول بن چکا ہے۔بڑے کا لحاظ نہ رکھنا عام سی بات سمجھی جانے لگی ہے۔بدزبانی سے بھی ماحول خراب ہو رہا ہے۔ چھوٹی سی باتوں پر آپس میں ناچاقیاں اور لڑائیاں بڑھ رہی ہیں۔ دوسری طرف انسان نے اپنی ترجیحات بھی خود بنالی ہیں۔اگر اس کو اپنے موافق ماحول میسر نہ ہو تو بڑبڑانا شروع کر دیتا ہے اور دوسروں کے خلاف بولنا شروع کر دیتا ہے۔طبیعت کے خلاف اگر کوئی بات ہو جائے تو خاوند بیوی کو ڈانٹنا شروع کر دیتا ہے۔بیوی طبیعت کے خلاف بات سننے پر اپنا سر پھوڑنا شروع کر دیتی ہے۔ گفتگو کے دوران تکبر اور ریاکاری کی ملاوٹ کر کے بعض یہ سمجھتے ہیں کہ معاشرہ میں ان کا رتبہ بڑھتا ہے، ان کی عزت بڑھتی ہے۔حالانکہ ان عقل کے اندھوں کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے انہی لوگوں کو وعید کی ہے۔

ممکن ہے کہ آپ یہ سوچیں کہ مندرجہ تمہید کا اس موضوع سے کیا تعلق ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی پہچان اور اس کے حقوق اور اس کی عبادت اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک اس کی مخلوق کے ساتھ نیکی اور محبت کے تعلقات استوار نہ کیے جائیں۔ اگر اس کے بندوں کے حقوق ادا نہ ہو رہے ہوں، ان کے ساتھ تحمل اور بردباری، طبیعت میں نرمی اور کشائش کے ساتھ برتاؤ نہ کیا جارہا ہو، تو نہ خدا ملتا ہے اور نہ ہی وصالِ صنم ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو خاک میں ملانے، جھک کر زندگی گزارنے، انکساری اور خاکساری کا برتاؤ کرنے اور پھر بڑے آشنا اللہ تعالیٰ سے ملنے کے لیے اس کے آگے رکوع و سجود کرنے سے ہی دنیا اور آخرت سنور سکتے ہیں۔ سجدے میں ناک رگڑیں گے تو آشنا ملے گا۔ جب انسان اس حد تک اپنے آپ کو نیچے لے جا کر خدا کی مخلوق سے حسنِ سلوک کرتے ہوئے اس کے حضور گرتا ہے، جھکتا ہے تو یہی معنی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مصرع کے کہ

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا

یہی راز ہے اپنے ربّ کو پانے کا بھی!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا مصرع کے الفاظ کو دنیاوی لحاظ سے سمجھنے کے لیے اس دنیا میں مجازی محبت پر اس مثال کو چسپاں کرنا چاہیے۔ آشنا کا لفظ رفیق، یار، جگری دوست، محبوب اور عاشق کے لیے بولا جاتا ہے جب کہ خاک کے معنی زمین، مٹی، دھول، اور نیچے لگنے کے ہیں۔ آشنا کے معنی پر غور کریں تو اس کے اندر ہی خاک میں ملنے کے معنی موجود ہیں۔ جب کسی کو کسی سے محبت ہو جائے تو اس کو پانے کے لیے انسان ہر قسم کے جتن کرتا ہے۔ بعض اوقات منت، سماجت، انکساری یہاں تک کہ پاؤں پکڑ کر بھی منانے کی کوشش ہوتی ہے، ناکوں چنے چبانے پڑتے ہیں، تب کہیں جا کر وہ اپنے محبوب کو پانے میں کامیاب ہوتا ہے۔

اب اس موضوع کے روحانی معنوں میں داخل ہونے سے قبل تمام مذاہب کی عبادت کے طریقِ کار کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ تمام دنیا کے مذاہب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کسی کی عبادت میں خدا کے آگے سر جھکانا، کسی میں سجدہ کرنا اور کسی میں سرنگوں ہو کر یا باادب کھڑے ہو کر عبادت کے فرائض انجام دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمام مذاہب کے طریق کو اسلام کی عبادت یعنی نماز پڑھنے کے انداز میں جمع کر دیا ہے۔ یہ تمام طریق آشنا کے حصول کے لیے خاک میں ملنے کے ہی مانند ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو مومن کی نماز میں اس کی اداؤں پر اتنا پیار اور ناز آتا ہے کہ وہ مومن کے قریب آ جاتا ہے۔ مومن ایک قدم بڑھاتا ہے تو آشنا دو قدم قریب ہو جاتا ہے۔ نوافل تو ہے ہی نام اپنے آپ کو خاک میں ملانے کا اور تہجد کی ادائیں تو خدا کو بہت ہی پسند آتی ہیں۔ جب انسان انکساری اور عاجزی سے گڑگڑا کر آنسوؤں کی لڑی کے ساتھ اللہ کے حضور اپنی بپتا سناتا ہے تو وہ سمیع و بصیر خدا اُسے سنتا بھی ہے اور دیکھ بھی رہا ہوتا ہے۔ رات کو جب ایک مومن اپنی پیشانی کو اپنے روحانی آشنا کے در پر جھکاتا ہے تو اُس کے آنسو خدا کو بہت پسند آتے ہیں۔

یہاں ایک سوال ذہن میں آ سکتا ہے کہ خاک میں ہی ملنا کیوں ضروری ہے؟ تو اگر ہم ذرا غور کریں تو یہ معلوم ہو گا کہ دنیا کی نشو نما کا مٹی کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے حتیٰ کہ تخلیقِ انسانی اور اس کے ارتقا کے لیے اللہ تعالیٰ نے تُراب (آلِ عمران:60)، طین (الانعام:3)، طین لَازِب (الصّٰفّٰت:12) اور الصلصال (الحجر:27) کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جن کے معنی کسی نہ کسی رنگ میں مٹی کی مختلف کیفیتوں کے ہیں۔ انسان کا آغاز بھی مٹی سے ہے اور مرنے کے بعد بھی مٹی ہی اُس کا مقدر ہو گی۔ یہ حقیقتاً ایک انکساری اور عاجزی کی علامت ہے۔ دنیا بھر کی قوموں میں سے کسی کو سیلیوٹ کرنے اور ادب سے ملنے کے روایتی طریقوں کا اگر جائزہ لیں تو اس میں زمین کی طرف جھکنے کا طرز ملتا ہے۔ اسی طرح ایک بیج یا دانہ جب زمین میں ڈالا جاتا ہے تو وہ نشوونما پانے کے لیے اپنی اصلی حالت کھو دیتا ہے، مٹی میں مل جاتا ہے پھر اس کے اندر سے زندگی نکلتی ہے جو دوسروں کو زندگی دینے کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

یہ مضمون ہر انسان کو ہر وقت اپنے اُوپر لاگو کرتے رہنا چاہیے۔ انسان نے اگر پنپنا ہے، نشو و نما پانی ہے، آگے بڑھنا ہے، بڑا ہونا ہے اور اعلیٰ مرتبہ پانا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے حضور سرنگوں ہونا پڑتا ہے، اپنے آپ کو مٹی میں ملانا پڑتا ہے۔ کبھی اکڑ کر یا سینہ تان کر بلندی کا سفر طے نہیں ہوتا۔ کوہ پیما بھی جھک کر ہی بڑے اونچے پہاڑ سر کر جاتے ہیں۔ ہائیکنگ کرنے والے کے ہاتھوں میں ہمیں کھونٹی دکھائی دیتی ہے جو انسان کو جھکنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ اسی طرح انسان بھی اگر دانے یا بیج کی طرح اپنے آپ کو فنا کر لے تو اس کی جڑیں زمین میں پیوست ہوتی جاتی ہیں اور وہ خود شاخوں کی طرح آسمان سے باتیں کرتا ہے۔

اب اتنا جھکنے، خاک میں ملنے اور عاجزی کا شادی شدہ زندگی سے کیا تعلق ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”عائلی معاملات میں بہت فکر مندی پیدا کرنے والی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ آج کل ہر جگہ یہی صورتحال ہے۔۔۔ صبر نہیں رہا، برداشت نہیں رہی۔ اگر ایک فریق زیادتی کرتا ہے تو دوسرا فریق پھر نہلے پر دہلا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ خلع اور طلاقوں کی تعداد بڑھتی چلی جارہی ہے۔“

(الفضل 16 جولائی 2011۔ صفحہ نمبر 4)
https://files.alislam.cloud/alfazl/rabwah/A20110716.pdf

ایسے پریشان کن حالات میں فریقین کو اپنی اپنی طرف سے نرمی اور لچک دکھانے کی ضرورت ہے جو پھر آہستہ آہستہ دلوں میں محبت پیدا کرتی ہے اور خاک میں ملنے کا مفہوم سمجھ آنے لگتا ہے۔ اس کو مزید جاننے کے لیے ہم تاریخ سے قابلِ تقلید شادی شدہ جوڑوں کی مثالوں کو دیکھتے ہیں کہ کس طرح اُن لوگوں نے پنی زندگیوں میں نہایت عاجزی کے نمونے دکھائے۔ اپنی ضد، انا، روپیہ پیسہ سب کچھ خاک میں ملا کر دنیا اور آخرت، دونوں میں اپنے آشنا کو پالیا۔

سب سے پہلے ہمارے پیارے نبی رسول اللہ ﷺ ہیں جنھوں نے نہ صرف اس پہلو سے کمال اعتدال اور انصاف پر مبنی تعلیم پیش فرمائی بلکہ عملی رنگ میں اُس کا بہترین نمونہ پیش کر کے دکھا دیا اور فرمایا:

”تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک میں بہتر ہے اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والا ہوں۔“

(کتاب "اسوہ انسان کامل" مصنف حافظ مظفر احمد۔ صفحہ نمبر 441)

جب ہمارے پیارے نبی رسول اللہ ﷺ اور ان کی پہلی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی ہوئی اس وقت حضور ﷺ کی عمر پچیس سال تھی اور یہ آپ ﷺ کی پہلی شادی تھی جبکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس برس تھی اور یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیسری شادی تھی۔

(ماخوذ از کتاب "ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ۔۔۔ صفحہ نمبر 2 تا 5)

اگر صرف اسی عاجزی، انکساری اور خلوص کی مثال کو اپنے لیے قابلِ تقلید بنا لیا جائے تو آدھے سے زیادہ رشتہ ناطہ کے مسائل حل ہو جائیں۔ آج کل ایک غیر شادی شدہ لڑکے کا کسی شادی شدہ اور تین بچوں کی ماں سے شادی کرنا سخت معیوب گردانا جانے لگا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی لڑکی کی کسی وجہ سے منگنی بھی ختم ہو گئی ہو تو رشتہ کرنے میں بعض دفعہ لڑکے والے سو سوال کرتے ہیں۔

پھر شادی کے بعد حضرت محمد ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دوسرے سے کمال محبت کرنے والے اور ایک دوسرے کی خوشی کا خیال رکھنے کے لیے دنیاوی چیزوں کو خاک میں ملانے والے دکھائی دیتے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا سارا مال اپنے شوہر کے حوالے کر دیا اور پھر شوہر نے بھی کمال عاجزی دکھاتے ہوئے سارا مال غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ جس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کوئی شکوہ نہیں کیا کہ اتنا سارا مال تھا، کوئی گھر بنا لیتے یا کاروبار میں لگا دیتے، بلکہ خوشی کا اظہار کیا۔ اس طرح مال کی خواہش کو خاک میں ملانے سے نہ صرف اس دنیا میں اپنے آشنا کو پالیا بلکہ ربِّ قدّوس کی محبت کی حقدار بھی ہوئیں۔

(ماخوذ از کتاب "ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ۔۔۔ صفحہ نمبر 5)

رسول کریم ﷺ نے بھی اپنی پیاری بیوی کی محبت کو تمام عمر سراہا۔ ان کی پہلے شوہروں سے ہونے والی اولاد کو نہایت پیار اور محبت سے پالا۔ عاجزی سے بھرپور محبت، قربانی اور وفا کی پیکر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد رسول کریم ﷺ ان کا اکثر ذکر فرماتے اور اس محبت بھرے تعلق کی وجہ سے ان کی سہیلیوں کا بھی پاس رکھتے۔

(ماخوذ از کتاب "ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ۔۔۔ صفحہ نمبر 27)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی شادی ہوئی تو یہ رشتہ اور تعلق بھی اپنی مثال آپ ہے۔ ایک دوسرے کے جذبات کا احساس اور دلداری کی ایسی دلنشین داستانیں ہیں کہ دل مسحور ہو جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے خاوند کے کام کرنے میں فخر محسوس کرتیں، خود اپنے ہاتھوں سے اپنے شوہر کے لیے چکی پیستیں، آٹا گوندھتیں، کھانا تیار کرتیں، کپڑے دھوتیں، بستر صاف ستھرا بناتیں، تہجد کے لیے وضو کا پانی اور مسواک رکھتیں، اپنے شوہر کے مہمانوں کی خاطر مدارت وغیرہ بخوشی کرتیں۔

(ماخوذ از کتاب "ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ شائع کردہ لجنہ اماء اللہ۔۔۔ صفحہ نمبر 13)

صرف یہی نہیں بلکہ شوہر کے گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹانے کی گواہی بھی دیتیں۔ فرماتی ہیں:

”آپ ﷺ اپنے گھر کا کام کاج خود ہی کر لیتے تھے۔ اپنی جوتی خود مرمت کر لیتے، بوقت ضرورت اپنے کپڑوں کو پیوند بھی لگا لیا کرتے، بکری کا دودھ دوہ لیتے، آٹا پیس لیتے، پانی کے ڈول کی مرمت کر لیتے، گھر کے کام کاج میں اپنے اہل خانہ کی مدد فرمایا کرتے، سودا سلف لے آتے۔“

(کتاب "اسوہ انسان کامل" مصنف حافظ مظفر احمد۔ صفحہ نمبر 447)

یہ سب بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں، گھر کے کام ہیں جن کے کرنے کے لیے آج کل بڑی آسانی سے ملازمائیں مل جاتی ہیں اور اُس زمانے میں خادمائیں بھی کر سکتی تھیں، مگر سارا دن شوہر کے کام کر کے بیوی سارا دن شوہر کی غیر موجودگی میں بھی اس سے محبت کا اظہار کر رہی ہوتی ہے۔ اسی طرح شوہر بھی کبھی کبھی گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹا کر ایک دوسرے کے ساتھ وقت بِتا رہا ہوتا ہے۔

ان مثالوں سے کوئی یہ سوچ سکتا ہے کہ حضور ﷺ تو انسانِ کامل ہیں۔ اگر ان کے ساتھ عاجزی وانکساری اور وفا کی گئی تو انہوں نے اس کا جواب مزید محبت، شفقت اور دلداری سے دیا۔ مگر دنیا میں بہت سی ایسی مثالیں ہیں کہ ایک تو وفا کر رہا ہے مگر دوسری طرف سے جواباً اتنی محبت نہیں ہے۔ ایسے میں حضور ﷺ نے صلہ رحمی کی بہت تاکید فرمائی ہے۔

رحم کا لفظ جس سے رحمی رشتے وجود میں آتے ہیں در اصل اللہ تعالیٰ کی صفت "رحمان" سے نکلا ہے۔ اگر کوئی شخص رشتوں کا خیال نہیں رکھتا اور قطع رحمی کا مرتکب ہوتا ہے تو رحمان خدا اس سے اپنا تعلق کاٹ لیتا ہے، جو ان رشتوں کے حق ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اپنا تعلق جوڑتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلہ رحمی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ صلہ رحمی یہ نہیں کہ رشتہ داروں سے حسن سلوک کا بدلہ دیا جائے۔ اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ رشتہ توڑنے والے سے جوڑنے کی کوشش کرے۔"

(کتاب "اسوہ انسان کامل" مصنف حافظ مظفر احمد۔ صفحہ نمبر 199)

تجھ پہ بھیجوں میں لاکھوں درود و سلام
میرے پیارے نبیؐ میرے پیارے امام

اب ہم موجودہ زمانہ کی طرف آتے ہیں۔ اس زمانے میں عاجزی سے رہنے کے طریقے ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت نصرت جہاں بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے "ideal" جوڑے سے سیکھ سکتے ہیں۔ جن میں مثالی پیار، عشق اور وفا کا گہرا تعلق تھا اس لیے ایک دوسرے کے دل میں گھر کرنے کے لیے قربانی کی مثالیں یہاں بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

حضرت اُم المؤمنین حضرت نصرت جہاں بیگمؓ اٹھارہ سال کی عمر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقد میں آئیں۔ جن حالات میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر بیاہ کر تشریف لائیں اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کی وجہ سے کوئی بھی نئی نویلی دلہن کا استقبال کرنے والا موجود نہ تھا۔ رات کا وقت تھا، تنہائی کا عالم، غیر وطن، نہ کوئی تسلی دینے والا نہ منہ دُھلانے والا، نہ ہی کھانا کھلانے والا۔

(ماخوذ از کتاب "سیرت حضرت اماں جان" شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ۔۔۔ صفحہ نمبر 5)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اشعار میں فرماتے ہیں:

تکبّر سے نہیں ملتا وُہ دِلدار
ملے جو خاک سے اُس کو ملے یار



اس قسم کا استقبال اگر ہم اپنے لیے سوچیں تو ساری عمر پتہ نہیں کیا کیا نہ باتیں سنائیں اپنے خاوند کو۔ مگر جس زندگی کی شروعات اتنی اکیلی، حیرانی اور پریشانی سے ہوئی وہ ایک دوسرے کے لیے نرمی، محبت، عاجزی اور انکساری ہونے کی وجہ سے ایسی کامیاب رہی کہ جس کی گواہی ارد گرد کے لوگوں نے بھی دی۔ چنانچہ حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیلؓ صاحب فرماتے ہیں: "میں نے اپنے ہوش میں نہ کبھی حضور علیہ السلام کو حضرت اُم المؤمنینؓ سے ناراض دیکھا نہ سنا بلکہ وہ حالت دیکھی جو ایک Ideal جوڑے کی ہونی چاہیے۔"

(سیرت سیّدہ نصرت جہاں بیگمؓ مرتبہ حضرت شیخ محمود احمد عرفانی و حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ نمبر 231)

حضرت اُم المؤمنینؓ اپنے شوہر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خوب مہمان نوازی کرتیں۔ خود کھانا پکاتی تھیں یا اپنی نگرانی میں پکواتیں۔ ابتدائی زمانہ میں جب ایک مرتبہ جلسہ کے مہمانوں کے لیے خرچ باقی نہ رہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا زیور فروخت یا رہن کر کے مہمانوں کے لیے سامان بہم پہنچایا۔

(تاریخ لجنہ اماء اللہ۔ جلد اول۔ صفحہ نمبر 7 تا 8)

حضرت اماں جانؓ کی قربانیوں کو دیکھتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مدرسہ البنات کے لیے آپؓ نے گھر کا ایک حصّہ پیش کر رکھا تھا۔

(تاریخ لجنہ اماء اللہ۔ جلد اول۔ صفحہ نمبر 20)

اپنی بیوی کی اس پیار و محبت اور خلوص سے بھرپور قربانی کو حضرت اقدس علیہ السلام نے ہمیشہ یاد رکھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "میری تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لیے دُعا نہیں کرتا ہوں۔"

(ملفوظات۔ جلد اول۔ صفحہ نمبر 562)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ پُرسکون عائلی زندگی کے لیے فرماتے ہیں:

"شادی کے بعد مودّت اور رحمت کا مضمون ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔۔۔ اور ایسا ماحول قائم کرنا چاہیے کہ مرد عورت کے لیے محبت اور رحمت کا سرچشمہ ثابت ہو اور عورت مرد کے لیے محبت اور رحمت کا سرچشمہ ثابت ہو"

(اوڑھنی والیوں کے لیے پھول۔ جلد دوم۔ ایڈیشن 2009۔ صفحہ نمبر 60)

یہ مثالیں اور باتیں تو ہمیشہ ہمارے سامنے ہیں۔ اپنے بچپن سے یہ باتیں اور واقعات ہم سن رہے ہیں لیکن کیا ہم نے ان کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیا ہے؟ آج کل کے ماحول میں اور خاص طور پر مغربی دنیا میں آزادی اور حقوقِ نسواں کے نام پر بڑھتی دجّالی چالوں نے میاں بیوی کے مقدس رشتہ میں سے ایک دوسرے کے لیے محبت، وفا اور قربانی کے جذبہ کو ختم کر کے برابری کی جو بھیانک رو چلائی ہے اس کی وجہ سے نسلِ انسانی کی اقدار سخت خطرہ میں ہیں۔ ہم ایسا کیا کر سکتے ہیں کہ دلوں میں پیار اور محبت کو واپس حاصل کر پائیں؟ کس طرح اپنے دل سے خود صحیح ہونے کے احساس کو دباتے ہوئے، دوسرے کی دلداری کریں؟ اتنا کیسے جُھک جائیں کہ مٹی ہو جائیں اور اپنے آشنا کو پا لیں؟ اس لیے نہیں کہ وہ انسان اہم ہے بلکہ اس لیے کہ یہ رشتہ اہم ہے۔

اس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تذلل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کر سکتا جب تک اللہ اس کی مدد نہ کرے۔ اپنے آپ کو ٹٹولو اور اگر ایک بچہ کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ تو گھبراؤ نہیں بلکہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔ راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی راہ دکھلاوے۔“

(ملفوظات۔ جلد اول۔ ایڈیشن 1988۔ صفحہ نمبر 28)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

"تکبر سے بچو۔۔۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لیے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا اس سے زیادہ عقل مند یا زیادہ ہنر مند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل کا اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں برتر چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر علم اور عقل دے دے۔"

(روحانی خزائن۔ جلد 18۔ نزول مسیح۔ صفحہ نمبر 402)

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ہمارے حقیقی آشنا اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لیے اپنے آپ کو خاک میں ملا کر عجز و انکساری اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اپنی زندگیوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس نسخہ پر عمل کرنے والے بنیں کہ:

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

آنحضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

اگر میں کسی کو غیر اللہ کے سجدے کا کہتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کی جان ہے کہ عورت اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک اپنے خاوند کا پورا پورا حق ادا نہ کرے یہاں تک کہ اگر وہ اس کی خواہش کے برخلاف بھی اسے بلائے تو خواہ وہ (سفر کے لیے تیار ہو کر) اونٹ کی پالان پر بھی سوار ہو چکی ہو تو اس کی بات کو رد نہ کرے۔

ابن ماجه (1853)، وأحمد (19403)



مذاہب عالم میں شادی

(شائلہ عاصم۔Bait-ul-Ehsan)

ہر انسان فطرتاً ذہنی سکون حاصل کرنے کے لیے ایک گہرے اور پیار بھرے رشتے کی خواہش رکھتا ہے۔ اس فطری تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر مذہب اپنے پیروکاروں کے اخلاقی، روحانی، معاشرتی اور نفسیاتی تحفظ کے لیے شادی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ شادی انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور اس سے ایک خاندان کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ نسل انسانی کے مربوط تحفظ کے لیے صحت مند خاندانوں کی ضرورت ہے اس لیے مختلف ثقافتوں اور مذاہب میں شادی کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ شادی کی حدود اور شرائط میں فرق کے باوجود تمام مذاہب عالم میں شادی کے معاملے میں بہت سی مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔ یہ تحقیقی مقالہ ہندومت، یہودیت اور عیسائیت میں شادی کے متعلق تعلیمات پر روشنی ڈالتا ہے۔

ہندومت میں شادی:

ہندو مذہب دنیا کا سب سے پرانا مذہب مانا جاتا ہے۔ اس مذہب میں شادی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ جیسا کہ "وید" میں لکھا ہے کہ: "دھرم کا عمل آدمی کو اپنی بیوی اور اولاد کے ساتھ مل کر کرنا چاہیے۔" ایک اور جگہ لکھا ہے کہ "صرف وہی کامل ہے جو اپنی بیوی اور اولاد پر مشتمل ہو۔"

https://www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles/PMC3705690/#:~:text=Hindu%20marriage%20is%20regarded%20as,even%20in%20the%20
(.educated%20class

ہندو مذہب میں شادی نہ صرف ایک سماجی ادارہ ہے بلکہ ایک مذہبی رسم بھی ہے۔ اس مذہب میں شادی دو خاندانوں کا ملاپ تصور کی جاتی ہے اور عموماً گھر کے بڑے رشتہ طے کرتے ہیں۔ ہندو رسموں کو سنسکار کہا جاتا ہے اور شادی کے وقت کی جانے والی رسموں کو "ویواہ سنسکار" کہتے ہیں۔

ہندومت میں شادی کی رسومات:

ہندو مذہب میں شادی کی رسومات تین سے پانچ دن پر مشتمل ہوتی ہیں جن میں آخری دن اصل رسم ادا کی جاتی ہے۔ اس آخری دن سب سے پہلے لڑکی کے والدین بارات کا استقبال کرتے ہیں۔ اور لڑکی کی ماں دلہے کے ماتھے پر سرخ رنگ کا تلک لگاتی ہے۔ دلہا اور دلہن ایک دوسرے کو پھولوں کا ہار پہناتے ہیں جس کو "ورمالا" یا "جے مالا" کہتے ہیں۔

دونوں کو ایک سجائی گئی جگہ میں، جس کو "منڈپ" کہا جاتا ہے، بٹھایا جاتا ہے۔ آگ جلائی جاتی ہے اور پنڈت منتر پڑھتے ہیں۔ پھر دونوں دلہا اور دلہن آگ کے ارد گرد سات چکر لگاتے ہیں جن کو "پھیرے" کہتے ہیں۔ پہلے چار پھیروں میں مرد آگے ہوتا ہے اور باقی تین پھیروں میں عورت آگے ہوتی ہے۔ یہ سات پھیرے اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

https://www.linandjirsa.com/saptapadi-seven-steps-indian-wedding-ceremony/#:~:text=The%20Seven%20Steps,-The%20following%20is&text=Each%20of%20these%20pheras%20signifies,successful%2C%20healthy%2C%20and%20prosperous

ساتویں پھیرے کے بعد دلہا دلہن کے ماتھے کے اُوپر بالوں کے بیچ کے حصہ میں سرخ پاؤڈر ڈالتا ہے، جس کو سندور کہتے ہیں۔ ہندو مذہب میں یہ ایک لڑکی کے شادی شدہ ہونے کی نشانی مانی جاتی ہے۔ اس کے بعد دولہا دلہن کو منگل سوتر پہناتا ہے۔ منگل سوتر کا مطلب "مبارک دھاگہ" ہے۔ جو اس رشتہ کے مبارک اور اہم ہونے کی نشاندہی کرتا ہے۔

https://www.candere.com/blog/post/did-you-know-the-significance-of-.mangalsutra.html#:~:text=The%20word%20mangal%20means%20auspicious,as%20auspicious%20as%20the%20thread

پھر دونوں اپنے بڑوں کے پاؤں چھو کر پیار لیتے ہیں۔ شادی کی ان تمام رسموں کے اخراجات لڑکی والے برداشت کرتے ہیں اور اس کے علاوہ تحفہ تحائف کی صورت میں لڑکے والوں کو جہیز میں کافی کچھ دیا جاتا ہے۔

https://bridebook.com/uk/article/hindu-wedding-ceremony-guide

یہودی مذہب میں شادی:

یہودیت میں، شادی کو ایک مذہبی اور روحانی عمل کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اس مذہب کے پیروکار یہ مانتے ہیں کہ انسانوں کے لیے خدا کا پہلا حکم شادی تھا، جیسا کہ باب پیدائش:22 میں آتا ہے کہ:

خدا نے انہیں برکت دی اور کہا، "پھُولو پھَلو اور اپنی نسلوں کو بڑھاؤ۔۔۔

(باب پیدائش:22)

https://www.biblegateway.com/passage/?search=2%201%پیدائشCGenesis%201%3A22&version=ERV-UR;KJV;NKJV;ESV#

اسی طرح بعض معتبر کتابوں میں بھی شادی کرنے کی بہت اہمیت بیان کی گئی ہے جیسا کہ (Cahan 1382 Sh, 180) کے مطابق شادی کی اتنی اہمیت ہے کہ اگر کسی کے پاس شادی کرنے کے لیے رقم نہیں ہے تو اگر اس کو تورات بھی بیچنی پڑے تو اس کو بیچ کر شادی کرنی چاہیے۔

(https://ri.urd.ac.ir/article_43969_8d1b125207f1f49d133bda2419a48891.pdf)

یہودی مذہب میں شادی کی رسومات:

یہودیوں میں شادی کی تقریب سبت یا یہودی تہواروں کے دن کے علاوہ کسی بھی دن ہو سکتی ہے شادی سینیگاگ یا کسی بھی اور جگہ جیسے ہوٹل وغیرہ میں بھی ہو سکتی ہے۔ شادی کی تقریب کے کئی مراحل ہیں: شادی سے پہلے لڑکا اور لڑکی اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کرنے کے لیے روزہ رکھتے ہیں۔

شادی کی رسومات کے لیے دولہا اور دلہن "چپاہ" کے نیچے کھڑے ہوتے ہیں۔ چپاہ اس گھر کی علامت ہے جسے دولہا اور دلہن ایک ساتھ بانٹیں گے۔ Orthodox سینیگاگ کے ماننے والوں میں صرف دولہا دلہن کو انگوٹھی پہناتا ہے جبکہ Progressive سینیگاگ کے ماننے والے دولہا اور دلہن دونوں ایک دوسرے کو انگوٹھیاں پہناتے ہیں۔ پھر شادی کی سات برکات پڑھی جاتی ہیں اور ربائی (Rabbi) جوڑے کو دعائیں دیتا ہے۔ دلہا اور دلہن عہد نامہ پر، جس کو "کیٹوبہ" کہتے ہیں، گواہوں کے سامنے دستخط کرتے ہیں۔ اس معاہدے میں دلہن کے حقوق شامل ہو سکتے ہیں۔ دولہا اور دلہن شراب کا ایک گلاس بانٹ کر پیتے ہیں۔ پھر دولہا اپنے پیروں کے نیچے اس گلاس کا شیشہ توڑ دیتا ہے۔ پھر سب لوگ جوڑے کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کے بعد دولہا اور دلہن ایک پرائیویٹ کمرے میں ایک ساتھ مختصر وقت گزارتے ہیں۔ پھر شادی کا استقبالیہ دیا جاتا ہے۔ آرتھوڈوکس یہودیوں میں مردوں اور عورتوں کے لیے استقبالیہ میں بیٹھنے کا علیحدہ انتظام ہوتا ہے۔

https://www.bbc.co.uk/bitesize/guides/zbm8jty/revision/6

عیسائیت میں شادی:

بہت سے عیسائی شادی کو خدا کی طرف سے تحفہ اور ایک عہد کے طور پر دیکھتے ہیں جو کہ خدا اور اس جوڑے کے درمیان ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ شادی کا بنیادی مقصد بائبل کے حکم کی تعظیم کرنا ہے۔

”مرد اپنے باپ اور ماں کو چھوڑ کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا، اور وہ ایک تن ہوں گے۔“
(متی کی انجیل۔ باب 19:5)

عیسائیت میں شادی کی رسومات:

گرجاگھر یا چرچ کے پادری صاحب دولہا اور دلہن کا استقبال کرتے ہیں۔ اور دونوں کو عیسائی مذہب کی شادی کے متعلق تعلیمات کے بارہ میں بتاتے ہیں۔ پھر دونوں، لڑکا اور لڑکی عہد کرتے ہیں کہ جب تک اِن کو موت جدا نہیں کرتی وہ اپنے ساتھی سے محبت کریں گے، اچھے اور بُرے حالات میں، سُکھ دُکھ، صحت اور بیماری میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔ پھر ایک دوسرے کو انگوٹھیاں پہناتے ہیں اور پھر پادری صاحب یہ اعلان کرتے ہیں کہ وہ میاں اور بیوی ہیں۔

https://www.bbc.co.uk/religion/religions/christianity/ritesrituals/weddings_1.shtml

ان مذاہب کی تعلیمات کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تمام مذاہب عالم میں شادی کو ایک بہت اہم اور مقدس حیثیت حاصل ہے۔



ہر پل امتحان ہے زندگی!

(صفیہ بشیر سامی۔Worcester Park)

بہت ہی مشکل یہ موضوع ہے۔ اس موضوع پر لکھنا کوئی آسان بات نہیں ہے لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں میں نے اس مشکل کام میں اپنا ہاتھ ڈال دیا ہے۔ یہ بھی ہرگز مطلب نہیں ہے کہ اس موضوع پر جو میں لکھنے لگی ہوں وہ سب میری ہی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کو لکھنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ میرے لکھنے سے شاید کسی کا دل پسیج جائے اور وہ اپنے برتاؤ میں بہتری لے آئے اور کسی کو کوئی خوشی دے سکے۔

زندگی سدا ایک سی نہیں رہتی۔ بہت اتار چڑھاؤ آتے ہیں۔ میری ہنستی مسکراتی زندگی بھی ایک دم بدل کر رہ گئی، پھر کچھ ایسے دلگداز واقعات میرے سامنے آئے جنہوں نے مجھے اپنے اور دوسروں کے درد بانٹنے کا سلیقہ سکھایا۔ جب اپنے گردو پیش پر نظر ڈالی تو کئی خواتین کو چپکے چپکے اپنے زخموں کو سہلاتے دیکھا۔ اِن سب تکلیف دہ باتوں میں کہیں نہ کہیں عورت کو ہی عورت پر ظلم کرتے دیکھا۔ انجانے میں ہم وہ کچھ کر جاتی ہیں جو کسی صورت بھی قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔ ان سب وجوہات میں مَیں خود بھی شامل ہوں، کبھی انجانے میں، نہ چاہتے ہوئے مَیں نے بھی کیا کچھ نہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔ آمین

جب ہم خود کسی تکلیف سے گزریں تو دوسرے کے دُکھ درد کا زیادہ احساس ہوتا ہے مَیں یہاں کچھ چشم دید واقعات لکھوں گی یہ کوئی افسانہ یا من گھڑت قصے نہیں ہیں۔

پہلا واقعہ

سب سے پہلے ایک ایسی نوجوان بیوہ کے بارے میں لکھوں گی جو بہت جوانی کی عمر میں بیوہ ہو گئیں۔ اُنہوں نے جس جدوجہد سے زندگی گزاری تھی وہ اپنے اندر ایک مثال چھوڑ گئیں۔ شوہر کی وفات کے بعد اپنے والدین کے گھر آ گئیں۔ روایتی طور پر وہی ہوا جو ہر گھر میں ہوتا ہے۔ والدین کی خواہش کہ دوبارہ شادی کر لو، جو وہ کسی صورت میں نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

وہ اپنے بل بوتے پر اپنے بچوں کی پرورش کرنا چاہتی تھیں۔ جب بیوہ نے دیکھا کہ وہ ان سب کی باتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور بچوں کو اپنی مرضی کے مطابق زندگی نہیں دے سکتیں تو اُس بے حد خوبصورت جوان بیوہ، بیٹی اور بہن نے ان ساری مشکلات سے نکلنے کے لیے ایک ایسا فیصلہ لیا جس پر پوری زندگی عمل کیا۔ یعنی علیحدہ سے گھر لیا اور محنت مزدوری شروع کر دی۔ چھوٹی سی دوکان ڈالی، محنت اور عزت سے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی اور اس قابل کر دیا کہ دنیا میں فخر سے سر اُٹھا کر زندگی گزار سکیں۔

ماشاء اللہ سے اللہ نے اتنا نوازا کہ کئی گھروں کی یہ بیوہ کفالت کرنے لگیں۔ خاص طور پر اپنے غریب بہن بھائیوں کو ہمیشہ فوقیت دی۔ جہاں کہیں بھی کوئی یتیم یا بیوہ کا علم ہوا فوراً اُن کا دُکھ درد بانٹنے پہنچ جاتیں۔ الحمدللہ پوری فیملی میں نمایاں ہو کر زندگی گذاری، بچوں نے بھی بہت نام کمایا۔ بچوں نے اپنی ماں کو بھی بہت عزت دی۔ وہ ماں دنیا کی خوش نصیب ترین ماں تھی جو بھی بات منہ سے نکالتیں فوراً پوری کی جاتی۔ بے حد نفیس مزاج اور بہت تحمل والی سلیقہ شعار، بردبار اور سب کے دکھوں میں شامل ہونے والی نیک خاتون تھیں۔

جب بچوں کی شادیاں ہو گئیں اور وہ اپنی اپنی زندگی میں مگن ہو گئے تو آپ تنہائی کا شکار ہو گئیں اور خاموش رہنے لگیں۔ اپنے خدا کی رضا میں راضی ہر قسم کے حالات کو برداشت کرتی رہیں اور آہستہ آہستہ اندر سے ٹوٹ پھوٹ کر زندگی سے ناتا توڑ گئیں۔ ایک سوال چھوڑ گئیں کہ ماں کے کتنے بھی بچے ہوں وہ سنبھال سکتی ہے، مگر بچے ایک ماں کو بھی کیوں سنبھال نہیں سکتے؟

دوسرا واقعہ

میَں بس میں بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک سٹاپ سے ایک بزرگ عورت سوار ہوئیں اور میرے قریب ہی آ کر بیٹھ گئیں۔ تھوڑا غور سے دیکھا تو وہ رو رہی تھیں۔ مجھے دُکھ ہوا کہ نہ جانے کیوں رو رہی ہیں۔ نہ چاہتے ہوئے بھی میں نے وجہ پوچھ لی۔ وہ مزید رونے لگیں۔ میَں نے اُن کو تسلی دی اور پوچھا آپ بتائیں شاید میں آپ کی کچھ مدد کر سکوں۔ بولیں نہیں میری کوئی بھی مدد نہیں کر سکتا۔ پھر بولیں میَں اپنے بیٹے اور بہو کے ساتھ رہتی ہوں، بہو نے ناک میں دم کرر کھا ہے، نہاتی ہوں تو کہتی ہے کہ پانی باہر کیوں گرا۔ اگر نہیں نہاتی تو کہتی ہے تم سے بدبو آ رہی ہے۔ کچن میں کوئی کام کرنا چاہوں تو کہتی ہے تمھیں کوئی عقل ہی نہیں ہے۔ بچوں کے ساتھ بات تک نہیں کرنے دیتی۔ غرض میں اُس کے رحم و کرم پر ہوں جو بھی کر لوں وہی خراب ہو جاتا ہے۔ اب میں تنگ آ کر بس میں بیٹھ گئی ہوں۔ میَں نے پوچھا اب آپ کہاں جا رہی ہیں؟ کہنے لگیں کہ کہیں بھی نہیں، جہاں بس رُک جائے گی وہاں سے پھر واپس آ جاؤں گی۔ جب سے خاوند کی وفات ہوئی ہے میرا تو کوئی گھر ہی نہیں ہے۔ ظاہر ہے میرا بس سٹاپ آ گیا تو مجھے اُترنا ہی تھا مگر میں آج تک اُن آنسوؤں کو نہیں بھول پائی جو اُن دُکھی آنکھوں سے برستے دیکھے۔ ہو سکتا ہے اِن محترمہ کا بھی کچھ نہ کچھ قصور ہو مگر کیا ایک عورت دوسری عورت کی اتنی دشمن ہو سکتی ہے کہ اُس کا اپنے گھر میں رہنا بھی مشکل ہو جائے اور وہ دربدر گھومتی پھرے۔ کاش کہ ہم عورتیں دوسری عورت کا دُکھ سمجھ سکیں۔ افسوس صد افسوس!

تیسرا واقعہ

اب سُنیے ایک اور خاتون کی داستان جس کو میں بہت قریب سے جانتی ہوں۔ یہ ہر وقت مجھے کہتیں کہ میرا بیٹا میرا اتنا خیال رکھتا ہے کہ میں تنگ آ گئی ہوں۔ میَں اُس کو کہتی ہوں کہ مجھے خود سے بازار جانے دو، مگر نہیں مانتا۔ کہتا ہے کہ آپ اکیلے نہیں جائیں، کہیں گر نہ جائیں۔ کھانے پینے کا خیال رکھتا ہے۔ رات کا کھانا ہم دونوں اکٹھے کھاتے ہیں۔ مجھے عمرہ کروا کر لایا ہے۔ سارا وقت میرا ہاتھ تھام کرر کھا کہ کہیں میں بھول کر اِدھر اُدھر نہ ہو جاؤں۔ غرض ہر لحاظ سے میرا خیال رکھتا ہے۔ جب سے اُس کے ابو کی وفات ہوئی ہے مجھے ایک منٹ کے لیے بھی اکیلے پن کا احساس نہیں ہونے دیا۔ میَں نے پوچھا کہ باقی جو آپ کے بچے ہیں وہ آپ کے ساتھ کیسے ہیں؟ کہتی ہیں کہ اُن سب کی شادیاں ہو چکی ہیں، اُن کو وقت نہیں ملتا۔ وہ اپنے بیوی بچوں میں بے حد مصروف ہیں۔ پھر انہوں نے بتایا کہ میَں اپنے بیٹے کو بہت کہتی ہوں کہ تم 45 سال کے ہو گئے ہو شادی کر لو، مگر نہیں مانتا۔ کہتا ہے کہ ابھی شادی نہیں کرنی۔ اب میَں پھر حیران ہوں کیوں اُن کا بیٹا شادی نہیں کر رہا۔ وہ اپنی ماں کی زندگی میں ایک عورت کو شامل کیوں نہیں کر رہا۔ اُس کو کس بات کا ڈر ہے؟ یہ سوال میرے لیے اور ہر عورت کے لیے ہے۔

بہت سارے اسی طرح کے لوگوں کو جانتی ہوں اور دُکھ سے سوچتی ہوں کیوں ہم دُنیا میں اولاد کو لانے کا سبب بنتی ہیں۔ ماں جیسا ہمدرد اور شفقت سے بھرپور لقب پانے والیاں اپنے بچوں کو پروان چڑھانے والیاں، کیوں اپنی ہی ہم جنس کی کمزوریوں اور مجبوریوں سے اپنی اَنا کو مطمئن کرتی ہیں اور نہیں جانتیں کہ ہم کیا کر رہی ہیں؟

میں نے خود بھی پانچ بچوں اور اپنے شوہر کے ساتھ بے حد خوشگوار زندگی گزاری ہے۔ الحمد للہ مگر پھر میری زندگی میں بھی ایک ایسا دن آیا کہ میں نے خود ہی اپنے شوہر کی اِس زندگی سے نجات کے لیے دُعا مانگی جو اللہ تعالیٰ نے قبول بھی فرمالی۔ بیماری کے آخری دنوں میں جب کہ ڈاکٹروں نے بھی کافی حد تک مایوسی کا اظہار کر دیا تھا اور ہمیں ہر طرح کے حالات کے لیے تیار رہنے کا مشورہ بھی دے دیا تھا۔ اِن کو چوبیس گھنٹے خون کی بوتلیں لگی رہتی تھیں۔ ایک دن میں جب ان کے پاس بیٹھی ہوئی تھی تو انہوں نے آنکھیں کھولیں، بہت ہی نقاہت کی حالت میں میرا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے میری ایک بات مانو گی؟

یہ جو بات میں تمہیں کہنے لگا ہوں وہ صرف تم ہی کر سکتی ہو، کوئی اور یہ کام نہیں کر سکتا۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ کیا کہنے والے تھے۔ کہتے ہیں ہاتھ اُٹھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو کہ اے اللہ! اب مجھ پر کرم کر دے اور میری پردہ پوشی فرمادے میَں تھک گیا ہوں۔ رُک کر بولے کہ بہت اچھی زندگی گزاری ہے تمہارے ساتھ۔ اب تو بات کرنے کی بھی ہمت نہیں ہے، تم مجھے روک کر کیا کرو گی مجھے اپنے پیار اور زندگی سے آزاد کر دو اور میرے لیے دُعا مانگ لو میں اب اپنے اللہ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

میں اپنی اُس وقت کی کیفیت کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ ایک لمحہ کے لیے میری سانسیں رُک گئیں۔ یہ میری زندگی کا ساتھی اپنی زندگی کی آخری سانسوں میں مجھ سے کیسی دُعا کی بھیک مانگ رہا ہے۔ میں سُن ہو گئی۔ اُن کے ہاتھ اُسی کمزوری اور نقاہت کی حالت میں جو ابھی میرے ہاتھوں میں ہی تھے اور اتنی سی دیر میں مجھ پر غم کی صدیاں بیت گئیں۔ میں نے اُن کے وہ کمزور بے جان سے ہاتھ جو میرے ہاتھوں میں تھے آہستہ سے اُن کے سینے پر رکھے، اُنہوں نے نیم وا آنکھوں سے مجھے دیکھا اور آنکھیں بند کر لیں۔

میں سجدوں میں گری رہی۔ وہ دُعا مانگتی رہی جو میرے شوہر نے اپنے آخری وقت مجھے مانگنے کے لیے کہا تھا۔ وہ بہت تکلیف میں تھے۔ ہم سب سے دیکھا نہیں جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری عاجزانہ دعائیں قبول فرمائیں اور وہ اللہ کا نیک بندہ اپنے اللہ کے حضور حاضر ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝

مجھے آج تک کبھی افسوس نہیں ہوا کہ میں جو ہمیشہ اُن کی سلامتی اور لمبی عمر کی دُعا مانگتی تھی آج اُن کے لیے ایسی دُعا کیوں مانگی جو عام حالت میں کبھی انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔

میری آنکھوں میں آنسو تھے، دل غم سے پھٹا جا رہا تھا لیکن نہیں جانتی کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے کہاں سے اتنا صبر دیا کہ اُس دن کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اُس ذات پاک نے مجھے حوصلہ دیا۔ بیوگی کا غم کوئی چھوٹا غم نہیں ہوتا مگر پروردگار ساتھ دے تو برداشت کی طاقت مل جاتی ہے۔ میں اس غم کے ادراک کے بعد کسی بیوہ کو صرف زبان سے تسلی نہیں دیتی بلکہ دل کے درد سے اُسی کیفیت میں ڈوب کر دعا دیتی ہوں جس سے میں گزر چکی ہوں۔

شوہر کی وفات کے بعد خود کو اور سب بچوں کو سنبھالنا ایک مشکل کام تھا۔ بچوں کو میں نے کہا آپ سب اپنی اپنی زندگیوں میں نارمل ہو جائیں۔ میرے پاس میرا چھوٹا بیٹا تھا جس کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ میں نے اپنی عدت اپنے ربّ کے سہارے اپنے ہی گلے لگ کر اور سجدہ ریز ہو کر گزاری۔ میں سارا وقت محسوس کر سکتی تھی کہ اللہ خود میرے اندر آ گیا ہے۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ کوئی بھی مجھ سے ہمدردی کرے یا بیچاری سمجھ کر رحم کی نظروں سے دیکھے۔ میں اس غم کو ہمت اور بہادری سے گزارنا چاہتی تھی۔

ہاں جب شوہر کی وفات کے پانچ ہفتوں کے بعد میری والدہ اس دنیا سے رُخصت ہوئیں تو میں ٹوٹ گئی۔ ایک زندگی بھر کا ساتھی اور دوسری زندگی دینے والی، دونوں ہستیوں سے میں ایک دم محروم ہو گئی تھی۔ لیکن صبر کا دامن پھر بھی نہیں چھوڑا، سجدوں میں مزید مزا آنے لگا۔ میری تنہائیوں نے مجھے اتنا کچھ سکھا دیا کہ میں الحمدللہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئی۔ الحمدللہ

پھر ایک دن میرے ہاتھ میں بی بی قوسی صاحبہ کا لکھا ہوا کلام، جو روزنامہ الفضل 20 اگست 2001ء میں چھپا تھا آ گیا جس نے مجھے مزید جینے کے ڈھنگ سکھائے۔ کلام کا کچھ حصّہ لکھتی ہوں جو آج بھی میرے سامنے رہتا ہے۔

اس کی درگہ پر جا بیٹھو
جتنا چاہو تڑپو، مچلو
اس بن داتا کون ملے گا
جو بھی مانگو، اس سے مانگو
اس کے پیار کی خواہش ہے تو
اپنے دل کے دھبے دھولو

اس کے لیے پر اتنا جانو
آنسو خوب بہانے ہوں گے، دامن خوب بھگونا ہو گا
ہنسو گے ساتھ ہنسے گی دنیا، بیٹھ اکیلے رونا ہو گا

پھر میں نے اپنے نفس پر کنٹرول کرنا سیکھا۔ اپنی خواہشات پر کنٹرول کیا۔ اپنی اَنا کو کچل دیا۔ بے جا شکوے شکایات سے پرہیز کیا۔ بچے اپنی زندگیوں میں کیسے رہنا چاہتے ہیں، وہ خود فیصلے کریں۔ اپنی دخل اندازی کو چھوڑا۔ ان سب باتوں کا مجھے بے حد فائدہ ہوا۔ لوگوں کے اچھے اور سچے مشوروں پر عمل کرنا سیکھا۔

میرے سامنے ان بیواؤں کے گھروں کے حالات تھے جہاں بہوؤں سے اختلافِ رائے نے زندگی اجیرن کی ہوئی تھی۔ جب میرا شمار بھی ان میں ہوا جن کو شوہر کی وفات کے بعد بیٹوں کے ساتھ رہنا ہوتا ہے تو میں نے فیصلہ کیا کہ ان کی زندگی میں دخل نہیں دوں گی تاکہ ایسی نوبت نہ آئے۔ مجھے بہت جلد یہ بات اللہ تعالیٰ نے سمجھا دی کہ ایک عورت جو اپنے خاوند کی زندگی میں حکمران ہوتی ہے، اپنے بچوں کی نگران اور اُن کے اچھے بُرے فیصلوں کی رازدار ہوتی ہے، اُس کو اپنے خاوند کی ہر طرح معاونت اور رہنمائی حاصل ہوتی ہے، مگر اُس کی وفات کے بعد وہ صرف اپنے خاوند سے ہی نہیں بلکہ وہ ایک ہمدرد ساتھی سے بھی محروم ہو جاتی ہے جو ہر سرد گرم میں اُس کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔

مناسب فیصلہ کرنے اور اُسے منوانے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اُس کے بغیر جینا اور اُن سارے کاموں کو سرانجام دینا جو پہلے کبھی نہیں کیے ہوتے اور نسبتاً زیادہ مشکلات میں گھر کے کرنے پڑتے ہیں جو اُس عورت کے اعصاب اور مزاج پر بُری طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔ طبیعت میں چڑچڑاپن آجاتا ہے۔ اپنے اندر ہونے والی تبدیلی اور ہر دم بڑھتے ہوئے محرومی کے احساس پر قابو پانے میں وہ تھک ہار جاتی ہے، زندگی کے اس مشکل دور کے احساسات دوسرے نہیں سمجھ سکتے، جس سے گھروں میں بدمزگی کا آغاز ہو جاتا ہے۔

یہ سب باتیں اُس کی زندگی کو اور مشکل بنا دیتی ہیں۔ جس سے گھروں میں مزید مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک بہو اور بچے اُس کے اُس مزاج کو نہیں سمجھ سکتے۔ یہ ایک امتحان کا وقت ہوتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ جب سب کچھ بدل گیا تو پھر ہم خود کو ہی بدل لیں اور دوسروں سے توقعات کو محدود کر لیں۔ بچے ہمارے لیے کچھ بھی کر لیں وہ ہماری دلی کیفیات کو نہیں سمجھ سکتے۔

پھر مجھے لگتا ہے یہاں ہمیں ہی اپنے آپ کو بدلنے کی ضرورت ہے نہ کہ بچوں کو۔ میں یقین اور تجربہ سے کہہ سکتی ہوں کہ اگر ہم اپنی بہوؤں کو پورے اختیارات دے دیں اور دخل اندازی کم کر دیں اور اُن کو پورا موقع دیں اور پیار محبت کی زبان کو آزمائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مشکلات کم نہ ہوں۔ اور اگر آپ کے بیٹے سمجھدار ہیں تو وہ بہت خوبصورتی سے ایک پُل کا کردار نبھا سکتے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے، بہو پر کہیں لازم نہیں ہے کہ وہ ہماری خدمت کرے۔ وہ پابند نہیں ہے کہ ہماری خواہشات کو پوری کرے۔ وہ دوسرے گھر سے آئی ہوئی بچی ہے وہ ہمارے مزاج کو فوری نہیں سمجھ سکتی، ان سب باتوں کو سمجھنے کے لیے اُس کو وقت درکار ہوتا ہے۔ دوسرے گھر سے آئی ہوئی بچی کو عزت دیں گے تو ان شاء اللہ آپ ضرور عزت پائیں گے۔

مَیں تین بہوؤں کی بیوہ ساس ہوں۔ الحمد للہ، میری بہوئیں میری بہت عزت کرتی ہیں لیکن مَیں اس بہو کی احسان مند ہوں جس کے ساتھ رہتے ہوئے مجھے اٹھارہ (18) سال ہو گئے ہیں۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اُونچ نیچ بھی بعض دفعہ ہو جاتی ہیں لیکن میرے بیٹے اور بہو نے ہمیشہ سمجھداری سے کام لیا۔ میری بہو کے والدین ہمیشہ اپنی بیٹی کو نصیحت کرتے ہیں کہ اپنی ساس کی آنکھ میں کبھی آنسو نہ آنے دینا۔

دل سے دُعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب بہنوں کے زندگی کے ساتھیوں کو صحت مند لمبی زندگی عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم سب عورتیں ایک دوسری عورت کی عزت کرنے والی ہوں اور ہم سب کی قدر کر سکیں، دُکھ سُکھ میں ایک دوسرے کے کام آنے والی بنیں۔ ان باتوں سے ہمارے بیٹوں کو بھی سکون ملتا ہے اور گھروں میں اچھی اور صحت مند اولاد پروان چڑھتی ہے۔

آخر میں پھر بی بی قوسی صاحبہ کا کلام لکھتی ہی ہوں۔ کہتی ہیں:

نفس پہ قابو رکھنا ہو گا — دل کو بھی سمجھانا ہو گا
اپنے روگ چھپانے ہوں گے — دوجوں کو بہلانا ہو گا
کتنے دکھیارے لوگوں کے — زخموں کو سہلانا ہو گا
اچھی فصلیں چاہتے ہو تو — اچھے بیج ہی بونا ہو گا
ہنسو گے ساتھ ہنسے گی دنیا — بیٹھ اکیلے رونا ہو گا

یہ بھی حقیقت ہے کہ گھٹتی عمر کے ساتھ ساتھ انسانی جسم بے حد کمزور ہو تا جاتا ہے۔ دُعا کی درخواست کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بڑھاپے کی بیماریوں اور کمزوریوں سے بچائے رکھے اور اللہ تعالیٰ اُس وقت تک مجھے زندہ رکھے جب تک اس کے علم میں زندگی میرے لیے بہتر ہے اور اُس وقت وفات دے جب اس کے علم میں میری موت بہتر ہو۔ پھر وہ مجھے اپنی رحمتوں اور برکتوں کی چادر میں لپیٹ لے۔ آمین۔

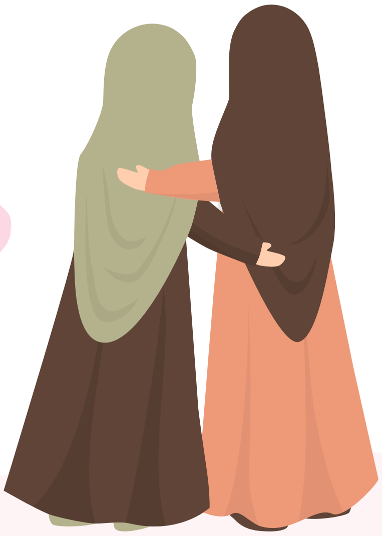
میں دل کی گہرائیوں سے اپنی ساری اولاد کے لیے دُعا کرتی ہوں، ان لوگوں کے لیے بھی دعا کرتی ہوں جو میرے لیے دُعا کرتے ہیں، جو میرے دُکھوں میں اور میری خوشیوں میں ساتھ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان سب کو دین کی راہوں پر چلائے اور ہمیشہ اللہ ان کو اس حالت میں زندہ رکھے کہ اپنے سے زیادہ دُکھی دنیا کے کام آنے والے بنیں۔ خدمتِ دین کرنے والے ہوں۔ دُنیا میں خوشیاں اور مسکراہٹیں بانٹنے والے ہوں۔ آمین یارب العالمین۔

دوسری شادی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اگر کسی عورت کا خاوند مر جائے تو گو وہ عورت جوان ہی ہو دوسرا خاوند کرنا ایسا بُرا جانتی ہے جیسا کہ کوئی بڑا بھاری گناہ ہوتا ہے اور تمام عمر بیوہ اور رانڈ رہ کر یہ خیال کرتی ہے کہ میں نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور پاکدامن بیوی ہو گئی ہوں۔ حالانکہ اس کے لیے بیوہ رہنا سخت گناہ کی بات ہے۔ عورتوں کے لیے بیوہ ہونے کی حالت میں خاوند کر لینا نہایت ثواب کی بات ہے۔ ایسی عورت حقیقت میں بڑی نیک بخت اور ولی ہے جو بیوہ ہونے کی حالت میں بُرے خیالات سے ڈر کر کسی سے نکاح کرلے اور نابکار عورتوں کے لعن طعن سے نہ ڈرے۔ ایسی عورتیں جو خدا اور رسول کے حکم سے روکتی ہیں خود لعنتی اور شیطان کی چیلیاں ہیں۔ جن کے ذریعہ سے شیطان اپنا کام چلاتا ہے جس عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہے اُس کو چاہیئے کہ بیوہ ہونے کے بعد کوئی ایماندار اور نیک بخت خاوند تلاش کرلے اور یاد رکھے کہ خاوند کی خدمت میں مشغول رہنا بیوہ ہونے کی حالت کے وظائف سے صدہا درجہ بہتر ہے۔“

(ملفوظات جلد 5۔ ایڈیشن 1988۔ صفحہ نمبر 47)



میری ساس میری سہیلی

(صدیقہ سلطانہ۔Oxford)

کچھ سال پہلے مجلس شوریٰ کے سامنے یہ مسئلہ رکھا گیا کہ لڑکے کی والدہ کی بے جا دخل اندازی اور روک ٹوک کی وجہ سے نئے شادی شدہ جوڑوں میں علیحدگی اور طلاق کے واقعات بڑھ رہے ہیں اور مجلسِ شوریٰ اس کی روک تھام کے لیے تجاویز پیش کرے۔

اس پریشان کن سلسلہ میں جو تجاویز پیش ہوئیں یا منظور ہوئیں وہ تو اپنی جگہ اہمیت رکھتی ہی ہیں مگر اس معاملے نے مجھے خدا کے آگے مزید جھکنے والا اور شکر گزار بنا دیا۔ شوریٰ کا اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔ سب اپنے گھروں کو چلے گئے۔ تجاویز منظوری کے لیے چلی گئیں لیکن میں اور میری سوچ ماضی میں چلے گئے۔ واپسی پر گاڑی جتنی تیزی سے آگے چل رہی تھی میری سوچ اتنی ہی تیزی سے ماضی کے ورق پلٹ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ میری ساس کو، میری پیاری امی کو صحت اور تندرستی والی لمبی زندگی عطا کرے اور ان کا محبت اور دعاؤں بھرا وجود تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین۔

مجھے وہ وقت یاد آ رہا تھا جب میرا رشتہ طے ہوا اور میری ساس نے میرے لیے ایک جوڑا سلوا کر بھیجا۔ اس کے ساتھ سلک کا دوپٹہ تھا جس کے چاروں طرف انہوں نے اپنے ہاتھوں سے نہایت صفائی سے خوبصورت لیس لگائی تھی۔ آج تیئیس سال گزرنے کے بعد بھی وہ دوپٹہ میرے پاس موجود ہے جس کے ٹانکوں میں انہوں نے پیار، محبت اور خلوص پرویا تھا۔ پھر شادی کے بعد جب میرے شوہر کام پر چلے جاتے تو ہم گھنٹوں بیٹھ کر باتیں کرتے، مل کر کھانا پکاتے، خوب مزے کرتے۔

اس وقت ابھی میری جاب کی ٹرانسفر نہیں ہوئی تھی لیکن جب نوکری شروع ہوئی تو میں صبح سب کا ناشتہ یا دوپہر کا کھانا بناتی تو وہ مجھے کہتیں کہ تم نے جاب پر جانا ہوتا ہے اس لیے بس اپنا بنا لیا کرو، باقی میں گھر ہی ہوتی ہوں اس لیے فکر نہ کیا کرو۔ لیکن پھر میری کوشش ہوتی کہ رات کو ہی اتنا بنا لوں کہ اگلے دن امی کو نہ بنانا پڑے۔ تو امی کہتیں کہ تازہ پکی ہوئی سبزی اچھی لگتی ہے۔ ویسے بھی دوپہر میں کوئی گھر نہیں ہوتا اور میں فارغ ہی ہوتی ہوں اس لیے کھانا پکانے میں اپنے آپ کو مصروف کر لیتی ہوں۔ یوں میرے لیے آسانی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ شاید مجھے اس وقت نہیں پتہ تھا کہ میں کتنی خوش نصیب ہوں جو مجھے اتنا احساس کرنے والی ساس ملی ہیں۔

شادی کے کچھ عرصہ بعد جب میں نے پہلی مرتبہ کچھ کھانا پکانا تھا تو شروعات میٹھے سے کرنے لگی۔ شادی سے پہلے میں رس ملائی بہت اچھی بناتی تھی اس لیے میں نے سوچا کہ رس ملائی ہی بناؤں گی۔ ویسے بھی مجھے اس کے علاوہ اور کوئی میٹھا بنانا بھی نہیں آتا تھا۔ میرے والد محترم کو ذیابیطس کا عارضہ ہونے کی وجہ سے ہمارے گھر میٹھا بنتا ہی نہیں تھا اور رس ملائی بھی صرف عید وغیرہ پر بنتی تھی۔ شادی کے بعد پہلی مرتبہ میں نے بڑے اہتمام سے رس ملائی بنائی تو سخت بنی۔ میں پریشان ہوگئی کہ اب ان میٹھے پتھروں کا کیا کروں؟ مگر گھر کے کسی فرد نے کچھ نہیں کہا۔ نہ صرف یہ کہ کچھ نہیں کہا بلکہ امی نے تو اس کو بلینڈ کر کے فریز کر لیا کہ یہ تو قلفی بن گئی۔ میں نے سوچا دوبارہ بناؤں گی اور اس بار بالکل صحیح ترکیب سے بناؤں گی تاکہ کچھ غلط نہ ہو۔ کچھ دنوں کے بعد بنائی تو وہ پھر سخت بنی، پھر بلینڈ ہوئی اور قلفی بنی۔ شاید چار مرتبہ تو میں نے رس ملائی بنانے کی ناکام کوشش کی ہوگی اور اس کے بعد رس ملائی بنانے سے توبہ ہی کر لی۔ مگر باقی سب گھر والے کمال صبر سے قلفی ہی سمجھ کر کھاتے رہے۔

امی نے گھر میں مجھے اپنے کمرہ کے علاوہ باقی گھر کی بھی سیٹنگ تبدیل کرنے کی آزادی دی ہوئی تھی۔ اگر میں کچھ تبدیل کرتی جیسے برتنوں کے ریک کی جگہ یا صوفے کی جگہ تو اس کو سراہتیں، سوائے اس کے کہ کسی تبدیلی سے کسی کو چوٹ لگنے کا خدشہ ہو۔

پھر جب میرا بڑا بیٹا پیدا ہونے والا تھا تو ڈاکٹر نے مجھے مکمل آرام کرنے کے لیے کہا۔ امی نے تقریباً چار ماہ مکمل آرام کروایا اور ہر طرح کے کھانے پینے کا خیال رکھا۔ کچن سے میرا کمرہ تھوڑا فاصلے پر تھا جس کی وجہ سے امی نے مجھے کہا کہ ان کو اتنی دور آنا پڑتا ہے اس لیے میں لاؤنج میں آجاؤں مگر میری طبیعت نہیں چاہتی تھی کہ لاؤنج میں جاؤں۔ چنانچہ میں نے منع کر دیا کہ مجھے اپنے کمرہ میں سکون محسوس ہوتا ہے۔ انہوں نے میری خواہش اور مرضی کو اپنے آرام پر ترجیح دی اور اتنی دور ہر چیز لا کر دیتی رہیں۔ اسی دوران ایک دن میں نے بغیر استری کیے ہوئے کپڑے پہن لیے تو انہوں نے میرے شوہر کو کہا کہ وہ تمہارے کپڑوں کا اتنا خیال رکھتی رہی ہے تو اب جب وہ نہیں کر سکتی تو تم اس کے کپڑوں کا خیال رکھو اور اس کو استری کر کے دو۔ حالانکہ میں نے سارا دن لیٹنا ہی ہوتا تھا لیکن ان کو پتہ تھا کہ مجھے بغیر استری کے کپڑے پہننا اچھا نہیں لگتا تو انہوں نے اس بات کی تاکید اپنے بیٹے کو کی۔

بیٹے کی پیدائش کے بعد، جب میری دفتر سے چھٹی ختم ہوئی تو میں نوکری پر چلی جاتی لیکن امی سارا دن بیٹے کا خیال رکھتیں۔ اجلاس وغیرہ پر وہ اس کو تیار کر کے ساتھ ہی لے جاتیں اور میں دفتر سے سیدھا اجلاس پر پہنچ جاتی۔ ہر طرح ساتھ دیتیں، ہر وقت آسانی اور سہولت مہیا کرنے کی کوشش کرتیں۔ اسی طرح دوسرے بیٹے کو بھی پیدائش کے کچھ ماہ بعد سے امی نے سنبھالا اور تیسرے نمبر کی بیٹی کو بھی۔ امی کی مدد کے لیے ملازمہ بھی تھی مگر مجھے یہ تسلی ہوتی کہ امی بھی موجود ہیں۔ اتنا سب کچھ کرتیں اور کبھی اشاروں میں بھی جتایا نہیں کہ کیا کیا کر رہی ہیں۔ اس کا احساس مجھے تب ہوا جب میں انگلینڈ آئی۔

یہاں انگلینڈ آنے کے بعد بالکل شروع کے دنوں کی بات ہے جب ابھی بچوں کے اسکول بھی شروع نہیں ہوئے تھے۔ میں نے بڑے جوش میں آکر ان کے لیے عمدہ سا ناشتہ بنایا۔ انڈے، پراٹھے، چائے اور پتہ نہیں کیا کیا۔ بچوں نے ناشتہ کیا، میں نے سارا کچن سمیٹا، برتن ڈش واشر میں ڈالے، سارے کاموں سے فارغ ہو کر ابھی بیٹھی ہی تھی کہ بچے آکر پوچھنے لگے کہ کھانے میں کیا ہے؟ میں نے کہا کہ کیا مطلب ہے ابھی تو ناشتہ کیا ہے۔ ابھی کھانا بھی پکانا ہے؟ امی کو فون کیا کہ امی بچے دن میں کتنی مرتبہ کھانا کھاتے تھے؟ امی نے سارے دن کے معمول کے متعلق سمجھایا، کام کرنے کا طریقہ بتایا اور حوصلہ بھی دیا۔ میں پاکستان میں صبح کی گئی شام کو دفتر سے واپس آتی تھی۔ آکر کھانا بنایا، بچوں کو کھلایا، پلایا، کوئی ہوم ورک کروایا، نہلایا، دھلایا اور سُلا دیا۔ سارا دن کتنا دادی کا سر کھاتے ہوں گے، کیا کرتے ہوں گے مجھے کیا پتہ! کبھی امی نے کوئی شکوہ یا شکایت نہیں کی، کبھی جتایا نہیں۔

ایک اور بات جس کی اہمیت کا احساس اب ہوتا ہے کہ اگر کبھی گھر کے افراد کا آپس میں اختلافِ رائے ہو جاتا تو اس کو حل کرنے کے لیے اس موضوع کو بالکل زیر بحث نہ لاتیں اور اس کے متعلق خاموشی اختیار کرتیں۔ اس وقت تو بہت گھبراہٹ ہوتی کہ ہماری بات سنیں اور مسئلہ حل کریں۔ مگر ان کا موقف یہ ہوتا کہ بات کرنے سے اگر بات بڑھنے کا خدشہ ہو تو خاموش رہ کر دعا کرنی چاہیے۔

جب بھی میری نندیں اپنے میکے آتیں تو امی کبھی ان کو اپنے ساتھ بٹھا کر باتیں نہ کرتیں خاص طور پر اس وقت جب میں کچن میں ہوتی۔ امی ان کو فوراً بھیجتیں کہ وہ سارا دن دفتر میں کام کر کے آئی ہے اور آتے ساتھ ہی کچن میں لگ گئی ہے، جا کر اس کی مدد کرو۔ مجھے یاد ہے ایک مرتبہ باجی لاؤنج میں بیٹھ گئیں کہ امی کے پاس بیٹھوں تو وہ کہتی ہیں تمہارے پاس جاؤں اور تم کہتی ہو کہ امی کے پاس جاؤں۔ تو میں کسی کے پاس بھی نہیں جاتی۔

ایک مرتبہ میرے ماموں، ممانی اور ان کے بچے ہمارے گھر آئے۔ انہوں نے جب یہ پیار اور اپنائیت دیکھی تو بہت خوش ہوئے۔ واپس جا کر شکریہ کا خط لکھا اور یہ بھی دعا دی کہ اللہ تعالیٰ ایسا سسرال سب کو دے۔ میرے میاں ویسے تو کافی کم گو ہیں مگر یہ سنتے ہی از راہِ مزاح کہنے لگے کہ ایسا سسرال زیادہ سے زیادہ لڑکیوں کو ملے اس لیے مجھے اور میرے بھائی دونوں کا چار چار شادیاں کرنی پڑیں گی!

اپنی کمیاں اور خامیاں مجھے معلوم ہیں۔ ہزاروں کوتاہیاں بھی ہوئی ہوں گی مجھ سے۔ اگر میری ساس میری سہیلی ہیں تو اس لیے کیونکہ وہ بڑی بنیں اور درگزر کیا، مجھے سنا اور مجھے سمجھا۔ انہوں نے مجھے اپنے گھر کا حصہ بننے دیا۔ مجھے لگتا ہے کہ ساس اور بہو کا رشتہ ایک دوسرے کی عزت کرنے اور پیار کرنے کا رشتہ ہے۔ اگر کسی کو کوئی مشکل درپیش ہو تو دعاؤں، پیار اور عزت کی مقدار بڑھا دینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مشکلات سے بچا کر رکھے اور پیار و محبت سے اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”پس توبہ استغفار سے ہمیں اپنے اعمال کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔اور حقیقی توبہ یہ ہے کہ جن سے رنجشیں ہیں ان سے نہ صرف صلح کرو بلکہ ان کے نقصان کا ازالہ کرو۔۔۔ بعض خاوند، بیویاں، ساس بہوئیں، نندیں، بھابھیاں مجھے تو خط لکھ دیتی ہیں کہ ہم سے غلطی ہو گئی اور ہم آئندہ ایسا نہیں کریں گی۔ لیکن جن کو نقصان پہنچایا ہوتا ہے یا جس کو نقصان پہنچانے کی کوشش ہوتی ہے اس سے نہ معافی مانگتی ہیں، نہ اظہار ندامت کرتی ہیں۔ بہر حال اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔“

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی 25 جون 2011)

معزز قارئین کے لیے ایک سلسلہ

فرشتوں سے ملاقات

ہم اکثر جب کسی مسئلہ میں پھنس جاتے ہیں تو پہلے سے بڑھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اس وقت خوب گریہ وزاری کا موقع ملتا ہے۔ پھر پیارے حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کی درخواست بھی کرتے ہیں۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے رجوع برحمت ہوتا ہے اور ہمیں اس پریشانی یا مسئلہ سے نجات مل جاتی ہے۔ بعض اوقات کوئی ہماری مدد کو آجاتا ہے، جس کے متعلق ہمیں یقین ہوتا ہے کہ وہ غیبی مدد ہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی جماعت سے یہی اُمید تھی کہ

”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو۔“

(ملفوظات۔ جلد 2۔ ایڈیشن 2022۔ صفحہ نمبر 523)

اگر آپ کے ساتھ کبھی ایسا ہوا ہے تو ہمیں لکھ کر بھیجیں، جو دوسری بہنوں کے لیے بھی ازدیاد ایمان کا باعث ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

فرشتوں سے ملاقات

جلسہ سالانہ میں شمولیت اور قبولیت دعا

(ہبۃ القدیر۔Croydon)

خدا تعالیٰ کے فضل اور بے شمار احسانات سے مجھے 2023ء میں پہلی بار جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔

اُس وقت میں اسائلم سیکر کی حیثیت سے یو کے میں بود و باش رکھتی تھی۔ یو کے آنے سے قبل خلیفہ وقت کے دیدار اور ان کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا سوچ کر ہی ہمیشہ میری آنکھیں پُرنم ہو جاتی تھیں۔ خاص طور پر جب پاکستان میں MTA پر یو کے کا جلسہ سالانہ دیکھتی تو ہمیشہ دعا کرتی کہ اے اللہ! کاش اگلے سال مجھے بھی اس جلسہ میں شامل ہونے کی توفیق مل جائے۔ آمین۔

نصرت جہاں کالج میں زوالوجی پڑھاتے ہوئے میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ آنے والے ماہ و سال میری زندگی میں کیا انقلاب لانے والے ہیں۔ ایک دن میرے بھائی نے مجھ سے ویزہ کی بات کی۔ میں نے اللہ کے حضور دعا کی، خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو دعا کے لیے خط لکھا اور بعد ازاں میں نے اپنے کاغذات جمع کروا دیے۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے معجزانہ رنگ میں دو ماہ میں ہی میرا ویزا آ گیا۔ الحمد للہ علی ذٰلک۔

یو کے آنے کے بعد جب میں نے اسائلم کیا تو ہوم آفس نے مجھے Bristol شہر میں رہائش دی جو کہ لندن سے بہت دور ہے۔ میں وہاں سے اپنے کسی رشتہ دار سے لندن بار بار ملنے آنا، اسائلم کے پیسوں میں افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔ مجھے یاد ہے ایک بار مجھے وکیل سے ڈاکومنٹس کے سلسلے میں ملنے کے لیے لندن آنا پڑا۔ اس وقت میرے پاس صرف 6 پاؤنڈ تھے جس کی میں نے ٹکٹ کروالی اس کے علاوہ میرے پاس پیسے نہیں تھے۔ واپسی کی ٹکٹ میں نے اپنی دوست سے، جو میرے ہوٹل میں ہی رہتی تھی، ادھار رقم لے کر کروائی۔ پھر یہ پریشانی تھی کہ یہ ادھار اب واپس کیسے دینا ہے؟ لندن آ کر اپنے کام کیے اس دوران مسجد فضل میں دعا کرنے کا موقع بھی ملا کہ اے میرے پیارے خدا میرے لیے آسانی پیدا کر دے۔

میں جب واپس ہوٹل میں داخل ہوئی تو ہوم آفس کی طرف سے میرا ہفتہ وار 9 پاؤنڈ الاؤنس جاری ہو گیا۔ میں حیران تھی کہ میرے کارڈ میں 40 پاؤنڈ ہوم آفس نے بھیجے ہوئے تھے، یہ کہہ کر کہ اسائلم کے بعد سے لے کر اب تک کے جو پیسے بنتے ہیں وہ سب ملا کے ہم آپ کو دے رہے ہیں۔ میں نے خدا تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا اور نوافل بھی ادا کیے کہ اب کم سے کم ہر ہفتے 9 پاؤنڈ تو آئیں گے اس طرح ادھار بھی ادا ہو گیا۔ الحمد للہ علی ذٰلک

اب آہستہ آہستہ معاملات تو درست ہو رہے تھے لیکن پرائے دیس میں اپنوں سے دور میں بہت اکیلی تھی۔ اسی دوران میرے بھائی نے ایک رشتہ تجویز کیا یہ بتاتے ہوئے کہ لڑکے کا ابھی تک اسائلم ہے باقی تم دعا کر لو پھر دیکھتے ہیں۔ میں نے استخارہ کیا اور دعا، صدقہ اور حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعائیہ خط لکھ کر ہاں کر دی۔ میرا دل مطمئن تھا کہ اسائلم سے زیادہ یہ بات اہم ہے کہ لڑکا دیندار ہے جیسا کہ میرے بھائی نے مجھے بتایا ہے۔

بہر حال مجھے اطمینان قلب حاصل ہو گیا۔ جب لڑکے سے پہلی دفعہ بذریعہ فون میری بات ہوئی تو ان کے یہ الفاظ میرے لیے مزید اطمینان کا باعث بنے کہ ہم دونوں دین دیکھ رہے ہیں اس لیے اللہ ہمیں کبھی ناکام نہیں کرے گا اور واقعی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے تمام راہیں آسان کر دیں۔ ہماری منگنی ہو گئی اور اس کے بعد پاکستان میں نکاح ہو گیا۔

یوکے آنے کے بعد جلسہ سالانہ برطانیہ کا بہت بے تابی سے انتظار کیا اور اب وہ انتظار کی گھڑیاں ختم ہونے کو تھیں۔ جلسہ کی آمد آمد تھی مگر اسائلم کی وجہ سے ہوم آفس نے تین دن کی چھٹی دینے سے انکار کر دیا اور واضح کہا کہ اگر میں جلسہ پر گئی تو مجھے ہوٹل کی رہائش سے نکال دیا جائے گا۔ اس دوران کچھ عزیزوں نے یہ بھی کہا کہ کیس خراب نہ ہو جائے اس لیے میں جلسہ ٹی وی پر ہی دیکھ لوں اور اگلے سال شمولیت کر لوں۔

میں نے سوچا کہ روزانہ سفر کر لوں مگر میں Bristol میں تھی روزانہ کی بنیاد پر سفر ممکن ہی نہیں تھا۔ اس دوران بہت دعائیں بھی کیں کہ یا الٰہی اپنے فضل سے کوئی راستہ نکال دے۔ حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھی دعا کی درخواست کی۔

آخر خدا تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور ہوٹل کی مینیجر نے اس شرط پر جانے کی اجازت دی کہ جمعہ کی صبح کو جاؤں اور اتوار کی شام کو واپس آ جاؤں۔ اس دوران Bristol کی جماعت نے بھی بھرپور تعاون کیا اور مجھے اور میرے ساتھ میری دوست کے لیے ایک کار میں جانے کا انتظام کر دیا۔ یوں جلسے میں شامل ہونے کے سامان ہو گئے اور وہ بھی سہولت کے ساتھ۔ (الحمد للہ علیٰ ذٰلک)

میرا کامل یقین خدا تعالیٰ پر تھا کہ جلسے کی برکات سے اور خلیفہ وقت کی موجودگی سے ہر دعا قبول ہو گی۔ بس مجھے وہاں سارا وقت دعاؤں میں گزارنا ہے کیونکہ اس جلسے کی برکت تو میں ابھی سے دیکھ رہی ہوں کس طرح معجزانہ رنگ میں میں پاکستان سے آ گئی ہوں اور مجھے شامل ہونے کی اجازت بھی مل گئی۔ بے شک یہ بہت بڑا موقع ہے اور میں ہر ممکن کوشش کروں گی کہ میں اپنا وقت دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گزاروں۔

جلسہ گاہ میں داخل ہوتے ہی مجھے ایک غیر معمولی روحانیت کا احساس ہوا جس کو میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی۔ جلسے میں حضور کی اتباع میں ادا کی گئی نمازیں اس قدر خوبصورت اور دل پر اثر ڈالتی تھیں کہ دعا کے الفاظ سکون اور اطمنان دینے لگتے تھے۔ دوسرے دن پیارے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ کا لجنہ اماء اللہ سے خطاب کے دوران پہلا دیدار ہونا ایک خواب سے کم نہیں تھا۔ میری آنکھیں جھپکنے کو دل نہیں کرتا تھا کہ جتنا ہو سکے دل بھر کے حضور کو دیکھ لوں اور اس لمحہ میں قید ہو جاؤں۔

ابھی اسی سحر کے حصار سے نہ نکلی تھی کہ اگلے دن عالمی بیعت کی تقریب میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میری آنکھیں شاید ہی کبھی اتنی آبدیدہ ہوئی ہوں جتنی اُس وقت بیعت کے دوران ہوئی تھیں۔ اس وقت آنسو بے اختیار بہہ رہے تھے۔ بیعت کی تقریب بے حد ایمان افروز اور روحانیت سے پُر تھی۔

جلسے کے تین دن میں نے کثرت سے درود شریف پڑھا جیسا کہ حضور انور نے ارشاد فرمایا تھا اور ہر ایک سے سلام کیا جن سے کبھی کچھ تھوڑی رنجشیں بھی تھیں اُن سے بھی ہاتھ ملایا کیونکہ پیارے حضور کی بات مان کر ہی جلسے سے مکمل استفادہ کر سکتی تھی۔

عمومی دعاؤں کے ساتھ جن دعاؤں پر میں نے خاص زور دیا ان کا بظاہر دور دور تک قبول ہونا ممکن نظر نہیں آتا تھا۔ مگر میں دعائیں کرتی جاتی تھی کہ جلسہ کا بابرکت موقع ہے، مانگ لوں جو مانگ سکتی ہوں۔ دینے والی ذات تو قادر ہے۔

جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ میرا نکاح ہو گیا تھا۔ مگر صرف نکاح ہوا تھا رخصتی تو نہیں ہوئی تھی اور چونکہ ہمارے دونوں کے اسائلم الگ الگ تھے اس لیے ہماری شادی ہونا اور ساتھ رہنا ممکن نہیں تھا۔ ہوم آفس کے Approval کے بغیر ہم کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے تھے۔ میَں نے جلسہ کے دنوں میں خوب دعا کی کہ اے اللہ! میرا اور میرے شوہر کا اسائلم کیس جلد پاس ہو جائے۔ خیر و عافیت سے ہماری شادی ہو جائے اور ظاہر ہے ہوٹل میں رہنا بہت مشکل ہے تو گھر کا بھی انتظام ہو جائے۔ آمین۔

یہ جانتی تھی کہ کووڈ کی وجہ سے بہت کیسز التوا کا شکار ہو گئے ہیں یہاں تک کہ لوگ تین سالوں سے انتظار کر رہے تھے اور کوئی اچھی امید نظر نہیں آتی تھی۔ پھر بھی میں نے دعا کی کہ اے اللہ! اگلے جلسے پر ہم دونوں تیرے فضل سے ایک ساتھ آئیں۔ ابھی میرے شوہر عطاء الرحیم لندن میں اسائلم ہوٹل میں تھے اور میں Bristol میں اسائلم ہوٹل میں مقیم تھی۔

خدا تعالیٰ نے اس قدر قریب ہو کر دعائیں سُنیں کہ میں حیران تھی کہ اس سے پہلے کبھی اس طرح اتنی جلدی قبولیت نہیں ہوئی جتنی کہ اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا۔ جلسے سے آتے ہی میری ساس صاحبہ اور میرے شوہر کا انٹرویو آگیا اور ان کا کیس پاس ہو گیا۔ الحمدللہ

پھر ہمارے نکاح کی بنیاد پر اور سیول میرج کی وجہ سے ہوم آفس نے میرا ٹرانسفر لندن کر دیا اور معجزانہ رنگ میں بہت ہی سادگی اور دعاؤں سے میری رُخصتی ہوئی اور ہم سب نے دعاؤں کی قبولیت کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میں دل میں بہت پریشان تھی کہ میرے والدین میں سے کوئی بھی میرے ساتھ نہیں سب کیسے ہو گا لیکن اللہ پاک نے اپنے فضلوں سے تمام معاملات کو بآسانی حل کر دیا۔ (الحمد للہ علیٰ ذٰلک)

الحمد للہ ولیمے کے سب انتظامات مہمانوں کی دیکھ بھال سب کچھ بہت اچھی طرح سے ہو گئے میرے شوہر نے بھی یہ اقرار کیا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہم پر صرف حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور جلسے کی برکات کا ہی نتیجہ ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں خدا نے سب دعائیں قبول فرمائیں اور میرا کیس بھی پاس ہو گیا۔

گھر کا ملنا:

شادی ہونے اور کیس پاس ہونے کے بعد میں نے اور میرے شوہر نے گھر کے لیے بہت دعائیں شروع کر دیں ہم نے روز تہجد میں دعا کرنی کیونکہ گھر کی ہمیں بہت ضرورت تھی ہم روزانہ تو باہر کا کھانا نہیں کھا سکتے تھے صحت کی وجہ سے اور افورڈ کرنا بھی آسان نہ تھا۔ کئی دفعہ ہم بہت سادہ کھانا کھاتے جو کہ صحت کی ضرورت کو پورا نہیں کرتا اور اب اسائلم ہوٹل بھی نہیں تھا بہرحال اب بس ہم دن رات دعا کر رہے تھے کہ اللہ گھر کے معاملے میں بھی فضل کر دے چنانچہ 2024 میں رمضان کے پہلے ہفتے ہی ہمیں گھر ملنے کی خوشخبری بھی مل گئی۔ (الحمدللہ علیٰ ذٰلک)

اور ہمیں لندن میں مسجد سبحان کے پاس گھر مل گیا۔ ساتھ ہی ایک اور میری دعا قبول ہوئی جو میں نے اور میرے شوہر نے مانگی تھی کہ مسجد کے قریب گھر ملے۔ یہ دلی مراد بھی پوری ہو گئی۔ (الحمدللہ علیٰ ذٰلک)

ہمارے تمام معاملات خدا تعالیٰ کے فضل سے پورے ہوئے یہاں تک کہ سب اپنوں اور غیروں نے بھی یہی کہا کہ آپ کی تمام خواہشات اور ضروریات اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پوری کیں ہیں۔ ہم بہت خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہمارے شامل حال رہی۔

2024 کے جلسہ سے پہلے میری وہ سب دعائیں قبول ہوئیں جو میں نے پچھلے سال خدا تعالیٰ کے حضور کی تھیں۔ ایک سال کے اندر اندر یوکے میں اتنی جلدی کیس پاس ہونا، شادی انجام پانا، اور پھر اپنی خواہش کے مطابق رہائش کا ملنا، یہ سب کوئی عام باتیں نہیں ہیں لیکن ہزار ہا شکر اس ذات کا جس نے ہمیں اپنے لطف و کرم سے نوازا۔ اب ہم ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے ہم پر احسان ہیں اور حضور انور ایّدہ اللہ کی دعاؤں اور میری والدہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم اس ملک میں بہت ہی اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔ الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیں اپنے فضلوں کا وارث بنائے، ہم خلیفہ وقت کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں۔ ہم حضور انور کے تمام ارشادات کی تعمیل کرتے ہوئے اطاعت اور فرمانبرداری کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے والے ہوں۔ آمین

ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی
فَسُبۡحَانَ الَّذِيۡ اَخۡزَی الۡاَعَادِيۡ

آنے والوں سے محبت کرنا

فوزیہ عباس شاہ-Hounslow South

تم دل و جان سے خدمت کرنا
آنے والوں سے محبت کرنا
لب پہ مسکان سجانا لازم
ہنستے ہنستے ہی سواگت کرنا

تم دل و جان سے خدمت کرنا
آنے والوں سے محبت کرنا

سارے مہمان مسیحا کے ہیں
سوہنے دالان مسیحا کے ہیں
روح پرور یہ نظارے سارے
ہم پہ احسان مسیحا کے ہیں

تم دل و جان سے خدمت کرنا
آنے والوں سے محبت کرنا

دیں کی دولت سے سجانا خود کو
اور سجدوں میں گرانا خود کو
رہ پہ تقوی کی قدم مار و جب
بس تکبر سے بچانا خود کو

تم دل و جان سے خدمت کرنا
آنے والوں سے محبت کرنا

اپنے تم فرض نبھاتے رہنا
دل محبت سے سجاتے رہنا
اک نمازوں کی حفاظت کر کے
اپنے مولی کو مناتے رہنا

تم دل و جان سے خدمت کرنا
آنے والوں سے محبت کرنا



سیر وا فی الارض



پرتگال کی سیر

(ہبۃ الاعلیٰ شاہ۔Worcester Park)

مئی کے مہینے میں بچوں کو سکول سے ایک ہفتے کی چھٹیاں ملتی ہیں۔ وقت کی کمی اور آرام کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے، ہم نے کسی قریب کی خوبصورت جگہ جانے کا فیصلہ کیا۔ چونکہ ہم ساحل سمندر پر وقت گزارنا چاہتے تھے، اس لیے پُرتگال جانے کا انتخاب کیا۔ پرتگال کا دارالحکومت لِسبن ایک قدیم اور دلکش بندرگاہی شہر ہے، جہاں تاریخ، ثقافت اور جدیدیت کا حسین امتزاج دیکھنے کو ملتا ہے۔

تین گھنٹے کا ہوائی سفر طے کرکے ہم لندن سے لِسبن آ پہنچے۔ دونوں ممالک کا وقت ایک ہی ہونے کی وجہ سے جیٹ لیگ کا کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔ تاریخی اعتبار سے لِسبن ایک قدیم شہر ہے جہاں مختلف تہذیبوں اور مذاہب کے آثار بکھرے ہوئے ہیں۔ 711ء میں پُرتگال مسلمانوں کی حکومت کا حصہ بنا، اور لِسبن کئی سالوں تک مسلم حکمرانوں کے زیرِ سایہ رہا۔ بعد میں پندرھویں اور سولھویں صدی میں یہ شہر عیسائیوں کے زیرِ حکومت آ گیا۔

لِسبن میں قدم رکھتے ہی آپ کو ہر طرف خوبصورت ٹائلوں سے سجی عمارتیں، گلیاں، اور سڑکیں نظر آئیں گی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ فن عرب تاجر اور حکمران یہاں لے کر آئے تھے، لیکن لِسبن نے اسے اپنا ہی لیا۔ آپ یہاں شہر کے بیچوں بیچ "ٹائل عجائب گھر" کی سیر بھی کرسکتے ہیں، جو شہر کے وسط میں واقع ہے۔

لِسبن میں قدم قدم پر مجسمے اور یادگاریں موجود ہیں، جو 1755ء کے تباہ کن زلزلے کی یاد دلاتی ہیں۔ زلزلہ، سونامی اور آگ کی تباہی کے باوجود "الفاما" کا علاقہ بچ گیا، جو آج بھی قدیم طرزِ تعمیر کا حامل ہے۔ باقی شہر کو دوبارہ تعمیر کیا گیا، جو دنیا میں تعمیر نو کی بہترین مثالوں میں شمار ہوتا ہے۔

لِسبن کی ٹائلوں والی سڑکوں پر چلنا کبھی کبھار مشکل ہو جاتا ہے، خاص طور پر اگر بارش ہو جائے تو راستے کافی پھسلن والے ہو جاتے ہیں علاوہ ازیں لِسبن کا شہر سات پہاڑیوں پر مشتمل ہے سو پُورا شہر اتراؤ اور چڑھاؤ کے ساتھ ہے، لیکن اس کے باوجود ہم نے یہاں چہل قدمی کرتے ہوئے خوب لطف اٹھایا۔ پہاڑوں اور سمندر کے حسین نظاروں کے درمیان چہل قدمی کرتے ہوئے ہم نے تاریخی مقامات دیکھے اور جب تھک گئے تو سمندر کے کنارے بیٹھ کر لہروں کا حسین نظارہ کیا۔

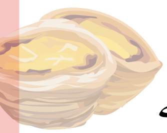
شہر کی سیر کے لیے ہم نے "ٹک ٹک" کا انتخاب کیا، جو کہ پاکستانی رکشے جیسی سواری ہے۔ دو دن تو ہم نے شہر کو دیکھتے اور کہانیاں سنتے ہی گزار دیے کیونکہ آپ آسانی سے ٹک ٹک کے ذریعے سیر کرسکتے ہیں۔ جہاں ٹک ٹک ڈرائیور آپ کو تفریحی مقامات دکھاتے ہیں وہاں وہ ساتھ ہی اس مقام کے متعلق معلومات بھی دیتے ہیں۔

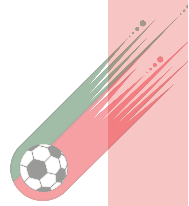




ہماری ٹک ٹک گائیڈ کا نام راکیل تھا۔ وہ ہمیں "ہیرونمو مونسٹری" (Jeronimo's Monastery) لے گئی، جو کہ نہایت خوبصورت عمارت ہے اور واسکوڈے گاما Vasco de Gama کی یاد میں بنائی گئی تھی۔ واسکوڈے گاما وہ پہلا یورپی عربی سیّاح تھا جو ہندوستان میں کلکتہ کے ساحل تک خطرناک سفر طے کر کے پہنچا تھا۔ یوں 1498ء سے یورپی قوموں کا براعظم ایشیا سے اور خاص کر برصغیر ہندوستان سے تعلق استوار ہوا۔

اسی مونسٹری کے ساتھ لِسبن کی مشہور بیکری "پیشٹیش ڈی بیلم" ہے۔ اس بیکری کی سب سے مشہور چیز pastel Debelsm ہیں جو کہ 1837ء سے ایک ہی ترکیب سے بنائی جاتی ہے۔ یہ مٹھائی اتنی مشہور ہے کہ لوگ صبح سے لائن بنا کر اُس کو خریدنے کا انتظار کرتے ہیں۔ آپ اُس کو اس بیکری کے ہوٹل میں بھی بیٹھ کر کھا سکتے ہیں لیکن چونکہ ہمارے ساتھ بچے تھے اور لائن بہت لمبی تھی سو ہماری گائیڈ نے اپنا پاس استعمال کیا اور ہمیں اس مٹھائی کے دو ڈبے لا کر دیے۔ سمندر کے کنارے بیٹھ کر یہ مٹھائی کھانے اور واسکو ڈے گاما کی کہانیاں سننا ہماری توقعات سے بڑھ کر شاندار ثابت ہوا اور بچوں نے بھی بہت دلچسپی لی۔

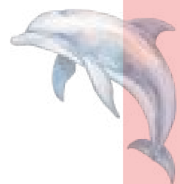




اگلے دن ہم نے فیصلہ کیا کے ہم لِسبن کے ساتھ جڑے چھوٹے شہر Sintra کا سفر کریں گے۔ یہ لِسبن سے منسلک ہل سٹیشن ہے جہاں قدیم بادشاہوں کے محلات آج بھی قائم ہیں۔ یہ شہر لِسبن سے ٹرین کے ذریعے چالیس منٹ کے فاصلے پر ہے۔ سفر بذریعہ ٹیکسی بھی کیا جا سکتا ہے لیکن پر کشش نظارے دیکھنے کے لیے ہم نے ٹرین کے سفر کا انتخاب کیا۔

Sintra کا سفر نہایت دلکش تھا کیونکہ ٹرین ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چلتی ہے اور آپ پہاڑ، سمندر اور ہریالی کی قدرتی خوبصورتی سے محظوظ ہوتے جاتے ہیں۔ Sintra میں تین قلعے واقع ہیں، جن میں سے ہم نے ایک کا انتخاب کر کے خوب آرام سے دیکھا۔ قلعے کی سیر کے بعد ہم بہت تھک چکے تھے، اس لیے ہم نے قریب کے گاؤں میں موجود ایک ہوٹل سے نہایت مزیدار کھانا کھایا اور پھر واپسی کا راستہ لیا۔





لِسبن میں باقی دن ہم نے ساحلِ سمندر پر گزارے، جہاں بچوں نے گرم پانی میں کھیل کا خوب مزہ لیا۔ اس کے بعد ہمیں لِسبن کے مشہور چڑیا گھر کا علم ہوا، جہاں دن میں تین بار ڈولفن شو ہوتا ہے۔ میری بیٹی کو ڈولفن بہت پسند ہیں، اس لیے ہم نے فوراً چڑیا گھر جانے کا فیصلہ کیا۔ ڈولفن شو ایک ناقابلِ یقین تجربہ تھا۔ ڈولفن کی چمکدار جلد اور ان کی حیرت انگیز پھرتی دیکھ کر ہم دنگ رہ گئے۔ ڈولفن اپنے ٹرینیرز کے ساتھ مختلف کرتب دکھاتی۔ کبھی ہوا میں اچھلتی، کبھی پانی کے اوپر رقص کرتی، اور کبھی پانی میں غوطے لگاتی۔ بچوں کے لیے یہ منظر انتہائی دلچسپ تھا اور ہم سب شو کے دوران خوشی اور حیرت سے تالیاں بجا رہے تھے۔





شو کے بعد بچوں کو ڈولفن کے بارے میں اہم معلومات بھی فراہم کی گئیں، جیسے کہ سمندری حیات کی حفاظت کیسے کی جا سکتی ہے اور سمندری آلودگی کو کیسے روکا جا سکتا ہے۔ یہ معلوماتی اور تفریحی شو ہمارے سفر کا بہترین حصہ تھا۔

سفر کے آخری دن ہم نے بائشا کے علاقے میں کھانے کا لطف اٹھایا اور وہاں ہمیں پُرتگالی "چاموشہ" (سموسہ) کے بارے میں پتہ چلا، جو ہندوستان اور پاکستان میں سموسے کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ہمیں پُرتگال اور برصغیر کے گہرے تعلق کی یاد دلاتا ہے۔

آخر میں ہم لِسبن سے واپس لندن لوٹے، دل میں خوبصورت یادیں اور دوبارہ آنے کا ارادہ لے کر۔ ان شاءاللہ، ایک دن پھر اس دلکش شہر کا رخ کریں گے۔









دورانِ حمل اور زچگی کے بعد ڈپریشن

(ڈاکٹر رملہ شاہ-Islamabad)

کئی خواتین میں حمل کے دوران ڈپریشن شروع ہو جاتا ہے اور ڈیلوری کے بعد بھی علامات جاری رہتی ہیں۔Postnatal ڈپریشن خواتین میں بچے کی پیدائش کے بعد ہونے والے ڈپریشن کو کہتے ہیں۔ تقریباً15-10 فی صد خواتین کو بچے کی پیدائش کے بعد ڈپریشن ہو سکتا ہے۔ اس کی علامات اکثر ڈیلوری کے ایک سے دوماہ کے بعد شروع ہوتی ہیں لیکن بعض اوقات کئی ماہ کے بعد بھی علامات شروع ہو سکتی ہیں۔اس کی بروقت تشخیص اور علاج بہت ضروری ہے۔

POST NATAL DEPRESSION کی علامات

- low mood یعنی ہر وقت اداس رہنا۔
- چڑچڑا مزاج، غصے میں آ جانا۔
- بھوک نہ لگنا یا بہت زیادہ کھانا کھانا۔(comfort eating)
- مزاج میں خوشی کی کمی۔
- توجہ کی کمی lack of concentration۔
- ناامیدی کی کیفیت۔
- الگ تھلگ رہنا، دوستوں رشتہ داروں اور اپنے پیاروں سے دوری محسوس کرنا،social isolation۔
- گھبراہٹ ہونا، چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان ہو جانا،anxiety
- بچے کی صحت کے بارے میں ضرورت سے زیادہ پریشان ہونا مثلاً یہ سوچنا کہ کوئی بچے کو نقصان پہنچا دے گا، یا بچے کا وزن نہیں بڑھ رہا، یا بچے نے سانس لینا بند کر دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔
- منفی خیالات مثلاً میں ایک اچھی ماں نہیں ہوں اور ہر منفی بات کے لیے اپنے آپ کو قصوروار اور ذمہ دار ٹھہرانا۔

بچے کی پیدائش کے بعد ماں میں ان میں سے ایک یا کئی علامات ہو سکتی ہیں۔

POST PARTUM PSYCHOSIS

یہ ایک شدید ذہنی بیماری ہے جس کا فوری علاج انتہائی ضروری ہے۔ یہ condition عام طور پر بچے کی ڈیلوری کے دو ہفتے کے اندر شروع ہو سکتی ہے اور مریضہ کی حالت تیزی سے بگڑ سکتی ہے۔ اس کی علامات میں درج ذیل باتیں شامل ہیں:

- mood میں بہت تیزی سے تبدیلی (severe mood swings)
- بہت زیادہ غلط قسم کے وہم والے خیالات (delusional thought)
- فریب hallucinations اس حالت میں مریضہ کو ایسی چیزیں یا نظارے نظر آتے ہیں یا سنائی دیتے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔
- اُلجھن کا شکار رہنا (confusion)
- مریضہ کی ان خیالی سوچوں کی وجہ سے ماں اور بچّے کو خطرہ بھی ہو سکتا ہے اس لیے GP سے فوری رجوع کرنا ضروری ہے یا پھر 111 کو کال کریں یا مریضہ کو emergency department لے کر جائیں۔

BABY BLUES



baby blues کی condition بچے کی ڈیلوری کے بعد کافی عام دیکھی گئی ہے۔ عام طور پر اس کی علامات ڈیلوری کے دوسرے یا تیسرے دن ظاہر ہوتی ہیں اور چند دن میں ٹھیک ہو جاتی ہیں baby blues خطرناک بیماری نہیں ہے اور اسے آپ بچے کی ڈیلوری کی وجہ سے ایک عام جذباتی ردِّ عمل (normal emotional response) کہہ سکتے ہیں۔ اس کی علامات میں نیند کے مسائل، تھکاوٹ، چھوٹی باتوں پر رونا tearful، طبیعت میں گھبراہٹ اور چڑچڑاپن وغیرہ شامل ہیں۔ زیادہ تر خواتین میں یہ علامات چند دن کے بعد ختم ہو جاتی ہیں لیکن چند خواتین کو بعد میں بھی postnatal depression ہو سکتا ہے۔

POSTNATAL DEPRESSION کی وجوہات

post natal ڈپریشن کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں اور کئی risk factors ہو سکتے ہیں یعنی ایسی وجوہات جن کی وجہ سے ڈپریشن کا risk بڑھ جاتا ہے۔ بچے کی ڈیلوری کے بعد عورت میں physical اور emotional (جسمانی اور جذباتی لحاظ سے) تبدیلیاں آتی ہیں، جو کہ کافی overwhelming تجربہ ہو سکتا ہے۔ ڈیلوری کے بعد pregnancy hormones کا لیول نیچے چلا جاتا ہے، اور ۹ ماہ تک عورت کا جسم بچے کے لیے جو تبدیلیاں لایا تھا اب بچے کی پیدائش کے بعد ایک بار پھر جسم میں بہت سی تبدیلیاں آتی ہیں۔

نیند کی کمی ڈپریشن کو شروع کرنے یا بڑھانے میں ایک بڑی وجہ ہو سکتی ہے۔ ہمیں کم از کم 7-8 گھنٹے کی نیند کی ضرورت ہوتی ہے جس میں آپ کے جسم کے خلیوں کی مرمت (cell repair) کا کام ہوتا ہے اور جسمانی اور ذہنی صحت کے لیے نیند کا پورا ہونا بہت ضروری ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد نیند کافی کم ہو جاتی ہے کیونکہ بچے کی نگہداشت اور دودھ پلانے کے لیے ماں کو راتوں کو جاگنا پڑتا ہے۔ اس کے لیے زیادہ تر خواتین کو کوئی مدد یا support بھی نہیں ملتی جس کی وجہ سے ذہنی تھکاوٹ اور ڈپریشن ہو سکتا ہے۔ اگر کم از کم دن کے وقت گھر والوں یا شوہر کی طرف سے support ہو اور ماں کو nap / قیلولہ کا وقت مل جائے تو یہ بہت مدد گار ہو سکتا ہے۔ اگر خاوند یا فیملی رات کے وقت بچے کی ذمّہ داری میں مدد کر سکیں تو یہ سب سے بہتر ہے لیکن اکثر ایسا نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ماں کو بہت زیادہ تھکاوٹ ہو جاتی ہے اور ذہن پہ اس کی وجہ سے پریشر پڑ سکتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ معاشرہ اور گھر والوں کی توقعات ماں سے بہت زیادہ ہوتی ہیں مثلاً بچے کی بہترین نگہداشت کرنا، وقت پر دودھ پلانا، نہلانا، اگر بچہ بیمار ہو تو ہر طرح سے خیال رکھنا۔ گو کہ یہ سب والدین کے فرائض میں آتا ہے لیکن معاشرے کی توقعات صرف ماں سے ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے خاص طور پر پہلے بچے کی پیدائش پہ ماں پہ ذہنی دباؤ بہت زیادہ ہو سکتا ہے کیونکہ ماں کے لیے ہر مرحلہ ایک نیا تجربہ ہوتا ہے اور وہ ماں بننے کے عمل سے گزرتے ہوئے سب کچھ سیکھ رہی ہوتی ہے۔ ایسے میں اسے خاوند اور فیملی کی طرف سے اچھی support نہ ملے تو اس کی ذہنی حالت کے لیے یہ اچھا نہیں ہوتا۔

Postnatal ڈپریشن ان خواتین کو بھی ہو سکتا ہے جنھیں پہلے سے depression کا مرض ہو۔ بعض اوقات اگر کوئی زندگی کا حادثہ ہو، کسی فیملی ممبر کی وفات ہو تو بھی یہ مرض ہو سکتا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جن خواتین کو domestic abuse کا سامنا کرنا پڑتا ہے، انھیں بھی postnatal ڈپریشن ہو سکتا ہے۔

POSTNATAL DEPRESSION کا علاج

جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے کہ بچے کی ڈیلوری کے بعد عورت ایک نازک حالت میں ہوتی ہے اور اسے اپنے خاوند اور فیملی کی support کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ بعض گھروں میں بچے کی ڈیلوری کے بعد ماں کا بہت خیال رکھا جاتا ہے لیکن اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایسا بالکل نہیں ہوتا اور ماں کی صحت اور خوراک کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ یہ ضروری ہے کہ نہ صرف حمل کے دوران ماں کی خوراک اچھی ہو بلکہ بعد میں بھی ماں کی نیند، آرام اور خوراک کا خاص خیال رکھا جائے۔ متوازن غذا استعمال کی جائے۔ اور کھانا باقاعدگی سے کھایا جائے۔ اگر آپ کو بچے کی پیدائش کے بعد خود میں یا کسی فیملی ممبر میں ڈپریشن کے آثار نظر آئیں تو فوراً اپنے GP یا 111 کو کال کریں تاکہ بروقت علاج اور support فراہم کی جا سکے۔

Postnatal ڈپریشن کا علاج مختلف طریقوں سے ہوتا ہے جن میں self help، ادویات اور talking therapy شامل ہیں اور ایک سے زیادہ طریقے علاج کے لیے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

(1) SELF HELP

اس میں درج ذیل طریقے مدد کر سکتے ہیں:

- ماں کو چاہیے کہ وہ اپنی ذہنی حالت کے بارے میں خاوند یا فیملی سے بات کرے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اگر وہ بچے کی ذمہ داری یا کسی بھی مسئلے کی وجہ سے overwhelm محسوس کر رہی ہے تو اسے فیملی سے شیئر کرنا ضروری ہے تاکہ ضروری support مل سکے۔ فیملی ممبرز کو چاہیے کہ وہ ماں کو آرام کا وقت دیں تاکہ وہ نیند پوری کر سکے اور بچے کی نگہداشت میں مدد مل سکے۔ بچے کی پیدائش کے بعد دو سے تین ماہ بعد بچے کی روٹین بننا شروع ہو جاتی ہے اور رات کو بار بار اٹھنا بھی کم ہو جاتا ہے اس لیے شروع کے کچھ ماہ مدد کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔

- اچھی غذا اور ہلکی ورزش مثلاً walk (جتنی آسانی سے کی جائے) کرنے سے ماں بہتر محسوس کر سکتی ہے۔ meals کو skip نہ کریں خاص طور پر اگر ماں دودھ پلا رہی ہے۔ حمل کے دوران اکثر ماں کا وزن بڑھ جاتا ہے اور بچے کی پیدائش کے بعد اس کو کم کرنے میں وقت لگتا ہے۔ بعض مائیں ڈیلوری کے بعد وزن زیادہ ہونے کی وجہ سے image conscious ہو جاتی ہیں۔ اور اس کی وجہ سے ان کے ذہن پر منفی اثر پڑتا ہے۔ ان کو تسلی دینی چاہیے کہ اچھی غذا اور ورزش کے ساتھ وزن کم ہو جائے گا۔ breastfeed کروانا نہ صرف بچے کی صحت کے لیے بے حد فائدہ مند ہے بلکہ ماں کو وزن کم کرنے میں بھی مدد کرتا ہے۔

TALKING THERAPY (2)

جب آپ post natal ڈپریشن کی علامات کے ساتھ GP سے رجوع کریں گی تو وہ آپ کو talking therapy یا (cognitive behavioural therapy) CBT کے لیے refer کر سکتے ہیں۔ بعض علاقوں میں خود بھی ان سے contact کر کے self referral کر سکتے ہیں لیکن پھر بھی GP سے consultation ضروری ہے۔ اس میں therapist آپ کو talking therapy کے ذریعے علاج کرتے ہیں۔ آپ کو اپنے جذبات کو ایک مثبت طریقے سے deal کرنے کے طریقے بتائے جاتے ہیں۔ جن خواتین کو حمل میں ڈپریشن ہو ان کو prenatal mental health team کو refer کیا جاتا ہے تاکہ وہ delivery کے بعد support فراہم کر سکیں۔

ANTI-DEPRESSANTS (3)

اگر آپ کے GP کو محسوس ہو کہ آپ کو ادویات کی ضرورت ہے تو وہ آپ کو antidepressant ادویات prescribe کریں گے۔ یہ عام طور پر severe depression میں دی جاتی ہیں۔ یا پھر اگر علاج کے دوسرے طریقوں سے فائدہ نہ ہو رہا ہو۔ اگر آپ breast feed کروا رہی ہیں تو GP کو بتائیں تاکہ اس کے لیے safe ادویات دی جا سکیں۔

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ بعض لوگ اس بات سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں کہ ایک دفعہ ڈپریشن کی دوا شروع کر لی تو تاعمر لینی ہو گی۔ یہ درست نہیں ہے۔ اگر آپ کی علامات ختم ہو جائیں تو GP آپ کی دوا کی dose کم کر سکتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ بند بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ کو ادویات خود سے اچانک بند نہیں کرنی چاہییں کیونکہ اس کی وجہ سے ایسے symptoms ہو سکتے ہیں جن سے طبیعت خراب ہو سکتی ہے۔ ادویات شروع کرنے کے بعد GP کے ساتھ باقاعدگی کے ساتھ follow up appointment بہت ضروری ہیں۔ اگر آپ کو ادویات کی وجہ سے side effect ہو رہے ہیں تو وہ بھی GP کو بتائیں۔ اگر ضرورت ہو تو آپ کی medication تبدیل بھی کی جا سکتی ہیں۔

PSYCHIATRIST REFERRAL(4)

اگر depression بہت زیادہ ہو تو مریضہ کو psychiatrist کو refer کرتے ہیں post partum psychosis کی صورت میں referral urgent کیا جاتا ہے۔ یہاں کچھ websites کی تفصیل ہے جن سے آپ support اور information کے لیے رجوع کر سکتے ہیں۔

Charities and support groups (as on NHS choices website)*

Association for Post Natal Illness (APNI) – helpline on 020 7386 0868 (10am to 2pm, Monday to Friday) or email info@apni.org

Pre and Postnatal Depression Advice and Support (PANDAS) – helpline on 0808 196 1776 (11am to 10pm every day) or email info@pandasfoundation.org.uk

NCT – helpline on 0300 330 0700 (9am to 5pm, Monday to Friday)

Mind, the mental health charity – infoline on 0300 123 3393 (9am to 6pm, Monday to Friday) or email info@mind.org.uk

(اس مضمون میں معلومات NHS choices website اور Royal college of Psychiatrists سے حاصل کی گئی ہیں)

بادشاہ کا وفادار غلام

(ارفع یاسر۔Oxford)

محمود غزنوی کو اپنے ایک 'ایاز' نامی غلام سے بہت پیار تھا۔ امراء بھی اس پیار کو محسوس کرتے تھے اور حسد کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بادشاہ کو اس کی شکایت کرتے رہتے، اور بادشاہ کی نظر میں اس کی قدر کم کرنے کی کوشش کرتے۔ محمود غزنوی خوب جانتا تھا کہ یہ معاملہ محض حسد کی وجہ سے ہے۔

ایک روز اس نے سب درباریوں کو خاموش کروانے کے لیے ایک ترکیب سوچی۔ اس نے اپنے خزانے کا سب سے قیمتی موتی جو دور دور تک مشہور تھا، منگوایا اور ایک ہتھوڑا بھی منگوایا، پھر وزیر اعظم کو بلایا اور کہا کہ اس موتی کو توڑ دو۔ وزیر بولا بادشاہ سلامت! ہمارے باپ دادا بھی آپ کے نمک خوار رہے ہیں، اور ہم غدار نہیں کہ اتنا قیمتی موتی توڑ دیں جس کی شہرت دور دور تک ہے۔ بادشاہ نے باری باری سب وزیروں کو بلایا، سب نے وزیر اعظم کے جواب کی دیکھا دیکھی موتی توڑنے سے انکار کر دیا۔ ان سب کے بعد بادشاہ نے اپنے غلام ایاز کو بلایا اور یہی بات کہنی شروع ہی کی تھی کہ ایاز نے توڑ کر موتی ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ دربار میں غصے کی لہر دوڑ گئی اور سب درباری ایاز پر ملامت کرنے لگے کہ کس طرح اس نے بادشاہ کے خزانے کا اتنا قیمتی موتی توڑ دیا۔

اس پر بادشاہ نے مصنوعی غصہ بنایا اور ایاز سے کہا: "کیا تم نے تمام وزراء کے جواب نہیں سنے کہ تم نے جھٹ موتی توڑ ڈالا؟"
ایاز بولا: "میرے لیے محمود کے منہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ اس جیسے ہزاروں موتیوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ اس کی قدر میں جانتا ہوں یہ نہیں جانتے۔" دربار میں سناٹا چھا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا: "اب کہو! میرا سچا وفادار کون ہے؟" سب درباری لاجواب ہو گئے اور بول اٹھے کہ ہم ہارے اور یہ جیتا۔

(انوار العلوم جلد 21۔ صفحہ 356)

یہ مثال دے کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہایت لطیف نقطہ سمجھایا ہے۔ وہ موتی تو بادشاہ کے خزانے کا حصہ تھا اور ایاز کی وفاداری بادشاہ کے لیے ہے نہ کہ خزانے کی کسی بے جان چیز کے لیے۔ بالکل اسی طرح ایک مومن کے لیے خدا کے احکامات اور اس کی رضا کی اہمیت ہونی چاہیے، وہ خدا جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور جس کا خزانہ لامحدود ہے۔ اپنے خدا کے لیے ہمیں بھی اپنی دنیاوی خواہشات، انا اور غرور کا موتی توڑنے کے لیے ایک لمحہ بھی نہیں سوچنا چاہیے۔ اور یہی وہ وفا اور پیار کا تعلق ہے جو ہم خدا سے بنا کر اپنے زندگی کے مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ،

ایمان عشق کا نام ہے اور مومن عاشق ہوتا ہے۔ دلیلیں دینا عاشق کا کام ہی نہیں ہے۔

(انوار العلوم جلد 21۔ صفحہ 356 تا 357)

سورت آل عمران پڑھنے کی افادیت

(حانیہ سعید۔Watford)



یہ سورت مدینہ میں ہجرت کے تیسرے سال نازل ہوئی۔ بسم اللہ سمیت اس میں 201 آیات ہیں۔ اس سورت میں ایمان، توحید، رسالت، آخرت اور دین اسلام کے بنیادی اصولوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ، اس سورت میں اہل کتاب کے ساتھ مباحثات، جنگ بدر اور جنگ احد کے واقعات کا ذکر بھی ملتا ہے۔

سورۃ آلِ عمران کی تلاوت کرنے سے نہ صرف انسان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اس کی زندگی میں بھی سکون اور برکت آتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ سورت انسان کے گناہوں کو معاف کروانے میں بھی مددگار ہوتی ہے۔

رات کو پڑھنے کا ثواب:

احادیث مبارکہ میں سورۃ آل عمران کی رات کے وقت تلاوت کے بارے میں خاص طور پر ذکر ملتا ہے۔ حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص رات کو سورت آل عمران کی آخری آیات کی تلاوت کرے گا، اس کے لیے پوری رات عبادت کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔"

(سنن الدارمی، کتاب فضائل القرآن باب: فِي فَضْلِ آلِ عِمْرَانَ حدیث: 3439)

آخرت کی کامیابی:

قرآن بار بار یہ بات واضح کرتا ہے کہ جو اس کی پیروی کرے گا، وہ آخرت میں کامیاب ہو گا۔ اور اس بات کی پیشگوئی قرآن مجید اور احادیث دونوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی سورۃ آل عمران میں فرماتا ہے:

"ہر جان موت کا مزا چکھنے والی ہے۔ اور قیامت کے دن ہی تم اپنے بھرپور اجر دیئے جاؤ گے۔ پس جو آگ سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا تو یقیناً وہ کامیاب ہو گیا۔ اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کی عارضی منفعت کے سوا کچھ بھی نہیں۔"

(سورۃ آل عمران: 186۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن قرآن مجید اور اس پر عمل کرنے والوں کو لایا جائے گا۔
ان کے آگے سورۃ البقرہ اور سورۃ آلِ عمران ہوں گی۔"

(صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل قراءۃ القرآن وسورۃ البقرۃ)

اللہ کی رحمت:

یہ سورت اللہ کی رحمت کی طلب کے لیے مخصوص ہے۔ جب کوئی بندہ اللہ کی رحمت کا طالب ہو تو اللہ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھولتا ہے، جس سے اس کی زندگی میں آسانیاں اور برکتیں آتی ہیں۔

حضرت نواس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے ان سورتوں کے لیے تین مثالیں بیان فرمائیں جنہیں میں آج تک نہیں بھولا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

"یہ دونوں سورتیں (سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران) ایسی ہیں جیسے دو بادل ہوں یا دو ایسے سائبان ہوں جن کے درمیان روشنی ہو یا صف باندھے ہوئے دو پرندوں کی قطاریں ہوں۔ یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کریں گی۔"

(صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل قراءۃ القرآن)

خاص دعائیں

سورۃ آل عمران کی مختلف آیات مسنون دعاؤں میں شامل ہوتی ہیں۔ حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف خطبات میں ان دعاؤں کو روزمرہ زندگی میں شامل کرنے پر زور دیا ہے۔ ان خطبات میں حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کی ان دعاؤں کی اہمیت اور فوائد کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ہمیں ہر وقت اللہ کی مدد اور فضل کی ضرورت ہوتی ہے، اور یہ دعائیں اسی حقیقت کی یاد دہانی ہیں۔

ہدایت کے بعد دل ٹیڑھا نہ ہونے کی دعا:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

"اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔"

(سورۃ آل عمران:9۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

گناہوں سے بخشش اور ثبات قدم کی دعا:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

”اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی۔ اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔“

(سورۃ آل عمران:148۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

آگ کے عذاب سے بچنے کی دعا:

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

”اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ایمان لے آئے۔ پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔“

(سورۃ آل عمران:17۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

نیک اولاد کی دعا:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ

”اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔“

(سورۃ آل عمران:39۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

قیامت کے دن رُسوا نہ ہونے کی دعا:

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

”اے ہمارے ربّ! اور ہمیں وہ وعدہ عطا کر دے جو تُونے اپنے رسولوں پر ہمارے حق میں فرض کر دیا تھا (یعنی میثاق النبییّن)۔ اور ہمیں قیامت کے دن رُسوا نہ کرنا۔ یقیناً تُو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔“

(سورۃ آل عمران:195۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

گناہوں سے بچنے کی دعا:

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا
ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۚ

”اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم نے ایک منادی کرنے والے کو سُنا جو ایمان کی منادی کر رہا تھا کہ اپنے ربّ پر ایمان لے آؤ۔ پس ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے ربّ! پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔“

(سورۃ آل عمران:194۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پاک کی تمام سورتوں کو سمجھ کر پڑھنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

مسکرانا چاہیے

(ہبہ باقی۔Reading)

گھر میں سکون رکھنے والے وظائف



تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔7 دفعہ
کام بھی بہت کرتی ہو۔۔11 دفعہ
کتنی پیاری لگ رہی ہو۔۔5 دفعہ
کام کر کر کے تھک جاتی ہو گی۔۔7 دفعہ
اپنا خیال رکھا کرو۔۔5 دفعہ
تمہارے میکے والے بہت اچھے ہیں۔۔7 دفعہ



ان وظائف کو روزانہ گھر میں بیوی کے سامنے پڑھیں۔
سکون قائم رہے گا شیطان آپ کو ایسا کرنے سے روکے گا! مگر آپ ہمت کریں اور با آواز بلند بیوی کے سامنے یہ وظائف پڑھیں اللہ آپ کو خوش رکھے گا۔

نوٹ: یہ وظیفہ اگر بیوی پہ کام کر سکتا ہے تو شوہر پہ آزمانے میں کوئی حرج تو نہیں!



کچھ لوگ نماز کے بعد موبائل ایسے چیک کرتے ہیں جیسے قبولیت کا میسیج آنا ہو۔

ایک نئی کتاب کی دس لاکھ کاپیاں ٹائٹل میں ایک حرف کی غلطی کی وجہ سے صرف دو دن میں بک گئیں

An Idea that can change your wife

جبکہ صحیح لفظ تھا

"Life"



جاننا اچھا ہے



سوال نمبر 1:
حق مہر سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ کی نصیحت

ایک خاتون نے حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کیا بیوی کا حق ہے کہ وہ اپنے خاوند سے شادی کے بعد جب چاہے حق مہر مانگ سکتی ہے؟
اسکے جواب میں حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

”بیوی کا حق ہے کہ وہ شادی سے پہلے بھی حق مہر مانگ سکتی ہے۔ حق مہر ہے ہی اس لیے کہ تم پہلے دو اور اگر تم نہیں لیتی تو خاوند کا فرض ہے کہ وہ دے۔ یہ ضروری نہیں کہ اگر کوئی ازدواجی مسئلہ پیش آئے اور تم قضا میں جاؤ اور پھر کہو کہ میرا حق مہر دو۔ حق کا مطلب کیا ہے؟ Haq is right اس لیے آپ اس کے لینے کی پوری حقدار ہیں۔“

خاتون نے کہا کہ: ”بہت سی لجنہ کہتی ہیں کہ ان کو حق مہر نہیں ملا اور وہ کبھی پوچھتی بھی نہیں ہیں۔“

حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا:
”اگر حق مہر نہیں ملا کبھی اور وہ پوچھتی بھی نہیں کبھی تو وہ کمزوری دکھاتی ہیں اور ڈرتی ہیں اپنے خاوندوں سے۔“

حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک واقعہ سنایا، ان کے ایک صحابی نے حضور علیہ السلام کو بتایا کہ میری 2 بیویاں ہیں اور دونوں کا حق مہر 500، 500 روپے ہے۔ اس وقت 500 روپے بڑی رقم ہوتی تھی۔ صحابی نے بتایا کہ میری دونوں بیویوں نے مجھے حق مہر معاف کر دیا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”کیا تم نے ان دونوں بیویوں کے ہاتھ پر 500، 500 روپے حق مہر رکھا تھا؟“

انہوں نے کہا نہیں نہیں، انہوں نے مجھے معاف کر دیا تھا۔

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: "جاؤ اور ان کے ہاتھ پر رکھو۔"

وہ بیچارہ غریب آدمی تھا، کسی سے قرض لیا اور جا کے 500،500 روپے دونوں بیویوں کو دیے اور کہا: "تم نے مجھے میرا حق مہر معاف کر دیا تھا۔ اب مجھے یہ پیسے واپس کر دو۔"

بتاتے ہوئے پیارے حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ مسکرا رہے تھے۔

"جواب میں اسکی بیویوں نے کہا کہ ہم تو تمہیں غریب آدمی سمجھے تھے، اس لیے ہم سمجھے کہ دینا تو ہے نہیں گھر میں فساد کیوں ڈالیں۔ اس لیے ہم نے کہا کہ چلو معاف کیا۔ اب تم نے دے دیا ہے تو تم دوڑ جاؤ یہاں سے۔ تو حق مہر تو یہ ہے۔ یہ معاف نہیں ہوتا، کبھی بھی معاف نہیں ہوتا۔ خاوند کو کوشش کرنی چاہیے کہ پہلے دن دے دے۔"

(https://www.youtube.com/watch?v=NRGs_E9t3JA)

سوال نمبر:2
شادی کے بعد لڑکے کے ماں باپ کے ساتھ رہنے کے بارے میں نصیحت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"۔۔۔اگر تو ماں باپ بوڑھے ہیں، چل پھر کر کام نہیں کر سکتے، اور کوئی مدد گار نہیں ہے تو پھر تو اس بچے کے لیے ضروری ہے اور فرض بھی ہے کہ اپنے ماں باپ کو اپنے ساتھ رکھے اور انکی خدمت کرے، لیکن اگر بہن بھائی بھی ہیں جو ساتھ رہ رہے ہیں تو پھر الگ گھر میں رہنے میں کوئی حرج نہیں اور آجکل اس کی وجہ سے بہت سی باتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اکٹھے رہ کر اگر مزید گناہوں میں پڑنا ہے تو یہ کوئی خدمت اور نیکی نہیں ہے۔۔۔۔ مگر بیوی کو خاوند کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنا چاہیے، اسکی پابندی بھی ضروری ہے۔ خاوند کو بیوی کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنا چاہیے اسکی پابندی بھی ضروری ہے۔ یہ بھی بنیادی حکم ہے۔"

(خطباتِ مسرور۔ جلد چہارم۔ صفحہ نمبر 570)

سوال نمبر:3
لجنہ اماءاللہ کو شادی کے بعد کامیاب زندگی گزارنے کے بارے میں نصیحت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"جب شادی ہو جاتی ہے تو مختلف طبیعتیں ہوتی ہیں۔ اپنے آپ کو ایڈجسٹ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ کوئی perfect نہیں ہوتا۔ ہر ایک میں تھوڑی تھوڑی کمیاں، خامیاں، برائیاں ہوتی ہیں اس لیے اگر کوئی خاوند بیوی کی اور بیوی خاوند کی کوئی برائی دیکھے تو آنکھیں بند کر لے۔ بولنے کی جہاں ضرورت پڑے اور تبصرہ کرنا ہو تو زبان بند کر لے، منہ بند کر لو اور اگر

کوئی تمہیں ایک دوسرے کی برائی سنانے کی کوشش کرے یا بھڑکانے کی کوشش کرے تو کان بند کرلو۔اور پھر اگر اچھی چیز دیکھو تو اسکو کرلو۔منہ سے تعریف کرو اور اچھی بات ضرور سنو اور اچھی بات ضرور دیکھو۔بس یہ 3 برائیاں اور 3 اچھائیاں کرلو تو زندگی کامیاب ہو جاتی ہے۔"

(https://www.youtube.com/watch?v=G21ZolBr50s)

Source Islam Ahmadiyyat

Topic Huzoor aba gives advice to lajna How to spend life after marriage.

سوال نمبر4:
جنابت (ازدواجی تعلقات قائم کرنے) کے بعد غسل کا کیا طریق ہے؟

ایک حدیث میں آتا ہے:

ابن عباس سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میری خالہ میمونہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جنابت کے غسل کا پانی قریب کیا، تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دو یا تین بار دھوئے، پھر اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں ڈالا، پھر اس پانی کو اپنی شرمگاہ پر بہایا اور اپنے بائیں ہاتھ سے اسے دھویا، پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر مارا اور اچھی طرح رگڑا، پھر آپ نے نماز کے وضو کی طرح وضو کیا، پھر اپنے سر پر تین چلّو بھر پانی ڈالا، پھر اپنے پورے جسم کو دھویا، پھر آپ اس مقام سے ہٹ گئے اور اپنے پاؤں دھوئے، پھر میں آپ کے لیے تولیہ لائی تو آپ نے اسے واپس کر دیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب غسل الجنابۃ)

سوال نمبر5:
حیض کے بعد کب ازدواجی تعلقات قائم ہو سکتے ہیں۔غسل سے پہلے یا بعد؟

حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

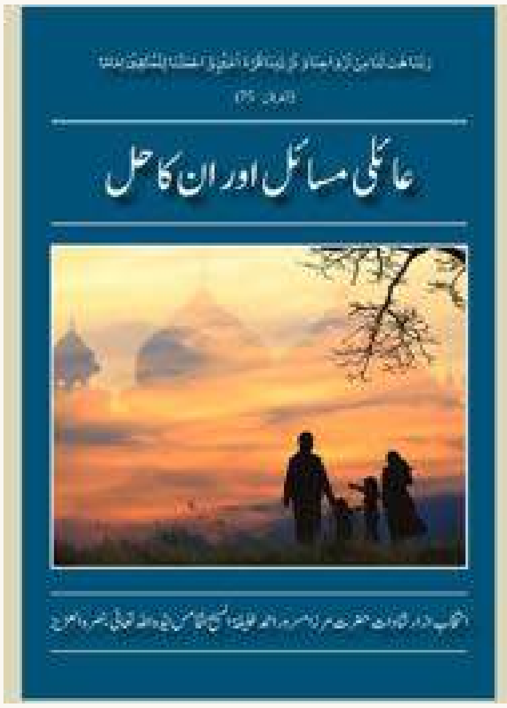
"اس طرح حیض کے متعلق بھی مسلمانوں کا اختلاف ہے کیونکہ بعض کا خیال ہے کہ عورت کے ساتھ حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل کرنے سے قبل صحبت جائز ہے مگر بعض کے نزدیک غسل کے بعد جائز ہے اگر عورت کا یہ عقیدہ ہو کہ غسل سے قبل صحبت ناجائز ہے تو مرد کا فرض ہے کہ اس کے پاس نہ جائے جس طرح عورت کا فرض ہے مرد کے مذہب کا پاس کرے۔اس طرح مرد کا بھی فرض ہے کہ عورت کے عقائد کا لحاظ کرے۔"

(الفضل ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء)
(فرمودہ 15، اپریل 1927ء)

یہ کتاب بھی پڑھیں!

عائلی مسائل اور اُن کا حل

انتخاب از ارشادات
حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز



سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پُر حکمت ارشادات پر مبنی کتاب جس میں عائلی زندگی کے حوالے سے درپیش مشکلات کا اِسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل پیش کیا گیا ہے۔

حضرت امیر المؤمنین کے یہ فرمودات نہ صرف میاں بیوی کی خوشگوار ازدواجی زندگی کے لئے بلکہ اُن کی آئندہ نسلوں کی بہترین تربیت کے لئے بھی مشعلِ راہ ہیں۔

کیا آپ نے یہ شمارہ پڑھ لیا ہے؟

???

سوال: نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی قرآنی آیات کون سی سورتوں میں ہیں؟

صفحہ نمبر 07

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس کو نکاح کے بعد نصیحت کرتے ہوئے خط لکھا؟

صفحہ نمبر 17

یہودی مذہب میں اگر کسی کے پاس شادی کرنے کے لیے رقم نہیں ہے تو وہ کیا کر سکتا ہے؟

صفحہ نمبر 48

چاندی کا ایک اور استعمال کیا ہے؟

صفحہ نمبر 39

Sintra کا شہر کس ملک میں ہے؟

صفحہ نمبر 65

1۔سورۃ النساء، سورۃ الاحزاب، سورۃ الحشر 2۔اپنی بیٹی کو 3۔تورات بیچ کر شادی کر سکتا ہے 4۔چاندی دے دینے سے صلح ہو جاتی ہے 5۔پرتگال



ایک جھلک
لجنہ اماء اللہ برطانیہ
کی مصروفیات

سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ برطانیہ 2024 کا پہلا دن

سالانہ اجتماع کا آغاز ۲۷ ستمبر بروز جمعۃ المبارک سہ پہر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ سننے کے ساتھ ہوا۔ اجتماع گاہ میں لگائی گئی بڑے سائز کی سکرینوں پر مستورات اور بچیوں نے براہ راست خطبہ جمعہ سنا۔ خطبہ جمعہ کے آخر میں حضورِ انور نے لجنہ اماء اللہ اور مجلس انصار اللہ یوکے کے اجتماعات کے انعقاد کا بھی از راہ شفقت ذکر فرمایا اور لجنہ اور انصار کو ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں میں وقت گزارنے کی تلقین فرمائی۔

تین بج کر پینتالیس منٹ پر پہلے اجلاس کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم اور عہد سے ہوا۔ اس کے بعد لجنہ کی مرکزی اجتماع گاہ میں مقابلہ نظم شروع ہوا۔ دیگر مقابلہ جات کے لیے بیک وقت متفرق مارکیوں میں انتظامات کیے گئے تھے۔ مقابلہ حفظ قرآن کا انتظام competition مارکی میں کیا گیا اور مقابلہ اردو تقاریر Lecture مارکی میں منعقد ہوا۔

اجتماع کے مرکزی موضوع کی مناسبت سے میدان تبلیغ میں ممبرات لجنہ اماء اللہ اور ناصرات کی ذمہ داریوں کو اجاگر کیا گیا۔ تبلیغ کی اہمیت کے ساتھ ساتھ اس کے مختلف ذرائع اور ان کے احسن استعمال کی طرف بھی توجہ دلائی گئی۔ یہ موضوع پروگرام کے تمام عناصر کا مرکزی نقطہ تھا۔ لجنہ ممبرات نے اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے تینوں دن تحقیق پر مبنی پریزنٹیشنز پیش کیں جن کے عناوین درجِ ذیل ہیں: "تبلیغ کے لیے ذاتی خصوصیات کی اہمیت" (انگریزی) از ڈاکٹر سائرہ رشید صاحبہ صدر AMWSA، "دعوت الیٰ اللہ کے لیے حکمت کی اہمیت" (اردو اور انگریزی) از مکرمہ فرزانہ یوسف صاحبہ نیشنل سیکرٹری تبلیغ لجنہ اماء اللہ برطانیہ اور "اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تبلیغ اسلام" از مکرمہ ملیسا احمدی صاحبہ (انگریزی) اور مکرمہ فائزہ بشریٰ صاحبہ (اردو)۔

امسال حضرت مسیح موعودؑ کا عربی قصیدہ یاد کرنے کا مقابلہ بھی منعقد کیا گیا تھا۔ اس بابرکت مقابلے کے بعد مرکزی لجنہ گاہ میں مقابلہ انگریزی کلام ہوا جس میں شاعرات نے خوب دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان مقابلہ جات کے بعد تقریب تقسیم انعامات ہوئی اور پہلی تین پوزیشنز حاصل کرنے والی ممبرات کو ٹرافیاں دی گئیں۔

امسال بھی اجتماع کے انتظامات جلسہ سالانہ کی طرز پر کیے گئے تھے جن میں رجسٹریشن اور سکیننگ کی مارکیوں کے علاوہ ضیافت، رہائش گاہ، نمائش، لیکچرز، مقابلہ جات کی سجی ہوئی متعدد مارکیاں، ناصرات کے لیے ناصرات گاہ میں fun fair اور شاملین اجتماع کے لیے بازار کا انتظام بھی شامل تھا۔

دن کے اختتام پر جماعت احمدیہ عالمگیر کی روایت کے مطابق احمدی طالبات کو ان کے متعلقہ شعبوں میں غیر معمولی کامیابیوں کے اعتراف میں تعلیمی کارکردگی کے اعزازات سے نوازا گیا۔ ان طالبات کے ناموں کا اعلان اس سال جلسہ سالانہ برطانیہ میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت موجودگی میں کر دیا گیا تھا۔ تقریب تقسیم انعامات کے بعد مکرمہ ڈاکٹر قرۃ العین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ یوکے نے دعا کرائی۔

تقریب تقسیم انعامات کے بعد صدر صاحبہ نے ناصرات کے ساتھ hay bales پر کھلے آسمان تلے ایک بے تکلف نشست کی جس میں ناصرات کو صدر صاحبہ سے سوالات کرنے کا موقع ملا۔

عشائیہ اور نماز مغرب وعشاء کی باجماعت ادائیگی کے بعد یہ بابرکت دن اپنے اختتام کو پہنچا۔

دوسرا دن

اجتماع کے دوسرے روز کا آغاز باجماعت نمازِ تہجد اور فجر کی ادائیگی سے ہوا۔ ناشتہ صبح آٹھ بجے سے ضیافت مارکیوں میں پیش کیا گیا۔
ہفتہ کی صبح ۱۰ بجے اجتماع کے دوسرے دن کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم اور عہد سے ہوا جس کے بعد ناصرات کو بحساب ان کی عمر مختلف مارکیوں میں مقابلہ جات کے لیے بھیج دیا گیا۔

دوسری جانب لجنہ اجتماع گاہ میں مکرمہ روبینہ ناصر صاحبہ نائب صدر لجنہ اماءاللہ برطانیہ کی صدارت میں لجنہ اماءاللہ کے دوسرے دن کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور عہد سے ہوا جس کے بعد مقابلہ تلاوت قرآن کریم ہوا۔ اس کے بعد تحقیق پر مبنی انگریزی تقریری مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ سوا بارہ بجے مکرمہ فرزانہ یوسف صاحبہ نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے "حکمت اور تبلیغ کی اہمیت" پر ایک بہت اہم پریزنٹیشن پیش کی جس میں آپ نے اس بات پر زور دیا کہ اسلام کے پیغام کو پھیلانے میں علم اور تعلیم کی اہمیت کا ادراک حاصل کیا جائے۔ اس اجلاس کا آخری حصہ انگلش تقریری مقابلے کے انعامات کی تقسیم، مجالس کے انعامات اور عائشہ اکیڈمی کے انعامات کی تقسیم پر مشتمل تھا۔

تقریب تقسیم انعامات کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔ امسال سالانہ اجتماع کے موقع پر ٹی سٹال کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جہاں تمام شاملین کے لیے گرما گرم چائے، کافی، ہاٹ چاکلیٹ اور دودھ کا انتظام تھا۔

ہفتہ کی دوپہر اجتماع گاہ میں خوشی اور جوش کی ایک برقی لہر دوڑ رہی تھی۔ ممبرات لجنہ اماءاللہ اور ناصرات حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دیدار کے لیے بے تاب تھیں۔ قطار در قطار بیٹھی ناصرات اپنے آقا کی آمد کی منتظر تھیں۔ نہ موسم کی شدت اور کیچڑ کا ہوش تھا نہ جگہ کی تنگی کا احساس۔ ہر کسی کی کوشش تھی کہ وہ اپنے امام کے دیدار سے محروم نہ رہ جائے اور ہر دوسری بہن ان کے درد کو سمجھ کر دوسروں کے لیے خوش دلی سے سکڑ کر جگہ بنا رہی تھی۔ شاملین اجتماع نے شکر خداوندی کے جذبات سے لبریز ہو کر نماز ظہر و نماز عصر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتدا میں ادا کیں۔ بعد نماز حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد سے قبل تمام ممبرات درود شریف و دعاؤں کا اجتماعی طور پر ورد کرتی رہیں جس سے اجتماع گاہ نہایت بابرکت اور پر سکون ماحول پیش کر رہی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجتماع گاہ میں تشریف آوری:

دوپہر چار بج کر ۱۷ منٹ پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ اجتماع گاہ میں رونق افروز ہوئے اور السلام علیکم و رحمۃ اللہ کا تحفہ عنایت فرمایا تو پنڈال میں جوش اور ولولے کی ایک لہر دوڑ گئی اور حاضرات اجتماع نے والہانہ نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے۔ ممبرات نے شوق دید سے پُرنم آنکھوں سے اپنے آقا کا استقبال کیا۔ تلاوت قرآن کریم و ترجمہ، عہد اور نظم کے بعد صدر صاحبہ لجنہ اماءاللہ برطانیہ نے اجتماع کی کارگزاری رپورٹ پڑھ کر سنائی اور اجتماع کی روداد کی ایک مختصر ویڈیو پیش کی گئی جس میں اجتماع کے مختلف پہلوؤں اور اس سال کے نئے فیچرز کو دکھایا گیا تھا۔

چار بج کر ۳۹ منٹ پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز منبر پر تشریف لائے اور خطاب کا آغاز فرمایا۔ (خلاصہ خطاب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لیے ملاحظہ ہو الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۳ اکتوبر ۲۰۲۴ء)۔ خطاب کے اختتام پر حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ سات ہزار ۲۴۲ ممبرات لجنہ اماءاللہ اور ناصرات نے ہفتہ کے روز کی کارروائی میں شمولیت کی۔ الحمدللہ

دن کے اختتام پر تمام طالبات الاؤ(Bonfire) کے ارد گرد جمع ہوئیں جہاں نیشنل صدر صاحبہ برطانیہ اور نیشنل سیکرٹری امور طالبات کے ساتھ سوال و جواب اور تبادلہ خیال کا سلسلہ جاری ہوا۔ پینل نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ اہم مشورے اور متعلقہ سوالات کے جواب دیے۔ دن کا اختتام رات کے کھانے کے ساتھ ہوا۔

تیسرا دن

اجتماع لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے تیسرے دن کا آغاز بھی حسبِ دستور علی الصبح ساڑھے چار بجے نمازِ تہجد اور نماز فجر سے ہوا۔ اجتماع کے دوسرے روز تو سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا مگر اتوار کی صبح سے بادل چھائے ہوئے تھے۔ یوں تو ہلکی بارش اور بوندا باندی کی پیشگوئی تھی مگر محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور امام وقت کی دعاؤں سے پروگرام کے اختتام تک بادلوں نے قطروں کو تھامے رکھا اور شام گئے ہی بارش برسی۔

صبح دس بجے اجتماع کے چوتھے اجلاس کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ برطانیہ کی صدارت میں تلاوتِ قرآن کریم اور عہد سے ہوا۔ لجنہ اجتماع گاہ میں فی البدیہہ تقریر کا مقابلہ ہوا جبکہ نو مبائع ممبرات کے تعلیمی مقابلہ جات competition مارکی میں منعقد ہوئے۔ دس بج کر ۵۰ منٹ پر مکرمہ ملیسا احمدی صاحبہ نے انگریزی اور فائزہ بشریٰ صاحبہ نے اردو میں ”اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تبلیغ اسلام“ کے موضوع پر پریزنٹیشن دی۔ اس پریزنٹیشن کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ اسلام کی تبلیغ کا سب سے بہترین اور کامل طریقہ دوسروں کے سامنے اس کی درست اور خوبصورت تعلیمات کو عملی طور پر پیش کرنا ہے۔

۱۱ بج کر ۲۰ منٹ پر تقریب تقسیم انعامات ہوئی۔ جس میں GCSE اور A levels میں غیر معمولی کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو تعلیمی کارکردگی کے اعزازات سے نوازا گیا۔ ان طالبات کے ناموں کا اعلان اس سال جلسہ سالانہ برطانیہ میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت موجودگی میں کر دیا گیا تھا۔ ساتھ ہی مقابلہ فی البدیہہ تقریر، خصوصی ضروریات کے حامل شاملین(SEND) کے مقابلہ جات، مقابلہ جات نو مبائعات، ریجنل نمائش اور ڈیجیٹل آرٹ میں پوزیشن لینے والی ممبرات کو ٹرافیاں دی گئیں۔ مقابلہ ڈیجیٹل آرٹ امسال پہلی مرتبہ اجتماع میں شامل کیا گیا تھا۔

تقریب تقسیم انعامات کے بعد SEND لجنہ اور ناصرات کی ایک ویڈیو دکھائی گئی جس میں یہ ممبرات اور بچیاں اپنی اپنی استعداد کے مطابق تلاوت، نظم، قاعدہ کی پڑھائی اور شاعری کرتی نظر آئیں۔ ان تمام شامل ہونے والی ممبرات کو میڈلز دیے گئے۔

بارہ بجے صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ یوکے نے انگریزی اور اردو میں تقریر کی جس میں آپ نے گذشتہ اجتماعات کے مواقع پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مختلف خطابات میں بیان فرمودہ ہدایات اور نصائح کی یاددہانی کرائی۔ نیز آپ نے نماز کا قیام کرنے، ہر وقت سچ بولنے اور حصول علم پر بھی روشنی ڈالی۔ مزید برآں صدر صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ برطانیہ کی طرف سے افریقہ میں تعمیر ہونے والے عائشہ میٹرنٹی ہسپتال کی پیش رفت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ مجلس نے اب تک ۱.۱ ملین پاؤنڈز کی رقم اکٹھی کرنے کی توفیق پائی ہے۔ آخر پر صدر صاحبہ نے تمام کارکنات اور حاضرات کا شکریہ ادا کیا۔

دوپہر بارہ بج کر ۴۵ منٹ پر کھانے کا وقفہ ہوا۔ اس دوران امورِ طالبات کی مارکی میں سالانہ AMWSA کی صدارت کے انتخابات بھی ہوئے۔ انتخاب میں تمام موجودہ یونیورسٹی کی طالبات کی شرکت لازمی تھی تاکہ وہ اپنا ووٹ ڈال سکیں اور اس کے بعد انہیں وہیں پر دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔

نیشنل اجتماع کے پانچویں اور آخری اجلاس کی کارروائی سہ پہر ۳ بجے تلاوتِ قرآن کریم و ترجمہ سے شروع ہوئی۔ جس کے بعد نہایت دلچسپ مقابلہ بیت بازی ہوا۔ اس مقابلہ میں حصہ لینے والی تمام ممبرات نے دلکش انداز میں اشعار پڑھے اور ایک سخت مقابلہ کے بعد پوزیشنز کا اعلان کر کے انعامات دیے گئے۔ تمام شاملین نے نماز ظہر اور عصر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی امامت میں ادا کیں۔ انصار اللہ اجتماع گاہ سے براہ راست حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پر معارف و پر نصائح خطاب لجنہ اجتماع گاہ میں لگائی گئی سکرینوں پر پورے اہتمام اور انہماک سے سنا گیا۔ خطاب کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کرائی۔
(خلاصہ خطاب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لیے ملاحظہ ہو الفضل انٹر نیشنل مورخہ ۳ر اکتوبر ۲۰۲۴ء)

امسال اجتماع پر لگائی گئی نمائش کا موضوع بھی تبلیغ اور تبلیغی سرگرمیاں تھا۔ نمائش میں اسلامی تبلیغی حکمت عملی اور جدید سائنسی شواہد پر مبنی نفسیاتی نظریات کے درمیان تعلق کا جائزہ لیا گیا۔ لجنہ اور ناصرات کے لیے دلچسپ کھیل بھی تیار کیے گئے تھے۔ اس کے علاوہ، نمائش میں حضرت مسیح موعودؑ کی پوری ہونے والی پیشگوئیوں کے پوسٹرز بھی آویزاں تھے۔ ”اسلام کی ممتاز خواتین“ کی سیرت اور سوانح پر مبنی پوسٹرز بھی نمائش کا حصہ تھے۔ نمائش کے ساتھ لجنہ اور ناصرات کے لیے خطاطی اور مسلم فلکیات دانوں کے کارناموں کو متعارف کروانے کی ورکشاپس کا اہتمام بھی کیا گیا۔ اس کے علاوہ نمائش میں AMRA کے محققین کی جانب سے پوسٹرز بھی موجود تھے جن میں کسی بھی ہنگامی صورتِ حال، خاص کر دمہ کے مریضوں کے لیے پہلے گھنٹے کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔ حیض اور متعلقہ امور پر بھی معلوماتی پوسٹرز نمائش کا حصہ تھے۔

لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لیے احمدی خواتین دُور دراز کے علاقوں سے سفر کر کے آتی ہیں جن کو ضرورت کے تحت اجتماع گاہ میں ہی رہائش مہیا کی جاتی ہے۔ امسال تقریباً ۳۵۰ر ممبرات لجنہ اماء اللہ اور بچوں کے لیے رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔

اجتماع گاہ میں تینوں دن مختلف شعبے برسرِ عمل ہوتے ہیں تاکہ مہمانوں کے لیے ہر طرح کی سہولیات کو یقینی بنایا جا سکے۔ شعبہ lost property لجنہ اجتماع گاہ میں مصروف عمل ہوتا ہے۔ اجتماع کی کارروائی کے دوران یا دن کے اختتام پر اگر کسی کو کوئی لاوارث چیز پڑی ملتی ہے تو وہ اس شعبہ کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ وہ اشیاء اس شعبہ کی نگرانی میں میز پر رکھ دی جاتی ہیں تاکہ جس کی ہو وہ آ کر لے جائے۔ قیمتی اشیاء جیسے زیور، موبائل فون وغیرہ نشانی بتا کر ان کی مالکان کے حوالے کر دی جاتی ہیں۔

امسال احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن (AMMA) کے شعبہ نے تین کتب اردو میں شائع کی ہیں جن میں ”ذیابیطس“، ”ذہنی صحت“ اور ”نشہ ہمارا دشمن“ شامل ہیں۔ یہ کتب سالانہ اجتماع کے موقع پر AMMA کے سٹال پر دستیاب تھیں۔ اس کے علاوہ اس سٹال پر ہر وقت کوالیفائیڈ ڈاکٹر اور GP موجود تھیں جو بلڈ پریشر، بلڈ شوگر، بی ایم آئی (Body Mass Index) اور نظر کا معائنہ کر سکتی تھیں۔ یہاں تشخیص کے بعد لجنہ کو ان کے GP کے نام ایک خط بھی لکھ کر دے دیا جاتا جس میں مزید تحقیق کی تاکید ہوتی۔ لجنہ اجتماع گاہ میں فرسٹ ایڈ کا شعبہ بھی AMMA کے تحت ہر وقت سرگرم عمل رہتا ہے۔ اس شعبہ نے اجتماع کے تینوں دن ضروری طبّی سہولیات فراہم کیں۔ ڈاکٹرز اور ان کی معاونات ہر لمحہ جوش اور جذبہ کے ساتھ خدمت کے لیے تیار تھیں۔ ان کے پاس ضروری ادویات موجود تھیں تاکہ اگر کسی کی طبیعت خراب ہو جائے اور اس کو دوائی کی ضرورت ہو تو بروقت فراہم کی جا سکے۔ بلڈ پریشر چیک کرنے کی سہولت یہاں بھی موجود تھی۔ اس کے علاوہ ہنگامی صورت حال سے نمٹنے کے لیے تجربہ کار ڈاکٹرز بھی موجود تھیں جیسے بچوں کو گرنے سے چوٹ لگ جانا، بزرگوں کو چکر آنا، بخار، زکام، الرجی، موچ وغیرہ کا علاج وہیں کر دیا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے امام کی نصائح کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والیاں ہوں اور آپ کی توقعات پر پورا اترنے والیاں ہوں۔ آمین

(☆) اس شمارہ میں استعمال شدہ
مشکل الفاظ کے معانی

صفحہ نمبر	الفاظ	معانی
9	پسِ پشت	پیچھے
9	اہانت	بے عزتی کرنا
12	خدوخال	شکل وصورت
12	موسوم	نام رکھا گیا
13	آماجگاہ	نشانہ کی جگہ
14	قولِ سدید	سچی بات
17	بقدر امکان	جتنا ممکن ہو
17	بدوں امام	بغیر امام کے
17	ممانعت شریعہ	وہ کام جو شریعت میں منع ہو
17	بے زوال	قائم، پائیدار

صفحہ نمبر	الفاظ	معانی
17	تنازعات	جھگڑا
18	مضر	نقصان دہ
19	عمدگی	اچھی طرح
20	شاذونادر	کبھی کبھی
21	صدق وصفا	سچائی اور اخلاص
21	شرطِ لقا	ملنے کی شرط
21	سیف	تلوار
21	دارُ الجزاء	اگلا جہاں
21	تام	تمام، مکمل
21	خام	ناپختہ

مضمون لکھنے کے لیے موضوعات برائے سال 25-2024

سہ ماہی	موضوع	مضمون جمع کروانے کی آخری تاریخ
پہلی سہ ماہی	لجنہ اماءاللہ : امن و آشتی کی سفیر	18 نومبر 2024
دوسری سہ ماہی	زمانہ جنگ میں بقائے زندگی	31 جنوری 2025
تیسری سہ ماہی	گھریلو بجٹ کیسے سنبھالیں؟	30 اپریل 2025
چوتھی سہ ماہی	گلوبل وارمنگ/ماحولیاتی تبدیلی اور لجنہ اماءاللہ کا کردار	30 جون 2025

دیگر عنوانات

- خلیفہ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کے واقعات
- ذاتی دعاؤں کی قبولیت کے واقعات
- مالی قربانی کے نتیجہ میں ہونے والے فضائل
- نومبائع کے قبول اسلام احمدیت کے واقعات
- حج وعمرہ کی روئیداد
- جلسہ سالانہ میں شمولیت کے واقعات
- ربوہ / قادیان کی زیارت
- سیر وسیاحت
- یادرفتگان
- مذہب اور سائنس

میرا مضمون رسالہ میں کیوں نہیں شامل ہوا؟

مضامین کے شمارہ میں شامل ہونے کو یقینی بنائیں:

- اپنی صدر مجلس یا لوکل سیکریٹری اشاعت کے توسط سے مضمون ارسال کریں۔
- اپنا نام اور مجلس ضرور لکھیں۔
- مکمل حوالہ جات لکھیں۔
- مضمون خود لکھا گیا ہو۔
- AI مثلاً Chat GPT کی مدد سے لکھے گئے مضامین شامل نہیں ہوسکتے۔
- الاسلام یا دیگر ویب سائٹ سے کاپی کیے گئے مضامین شامل نہیں ہوسکتے۔
- مضمون زیادہ سے زیادہ 2000 سے 3000 الفاظ پر مشتمل ہو۔



اپنے مضامین اس پتہ پر ارسال کریں

siddiqasultana.an.nusrat@gmail.com



مقابلہ مضمون نویسی



کیا آپ خود کو ایک باصلاحیت مصنفہ سمجھتی ہیں؟

اپنا مضمون بھیجیں اور سالانہ اجتماع میں صدر لجنہ یوکے سے انعام حاصل کرنے کا موقع پائیں!

یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں!

مقابلہ مضمون نویسی کے لیے مندرجہ ذیل عنوانات میں سے کسی کا انتخاب کیا جاسکتا ہے:

1. لجنہ اماء اللہ: میرا امتیازی نشان
2. خواتین کی اصلاح۔ اسلام کی فتح کی ضامن
3. دجال کی پہچان: دجالی طاقتیں کیا ہیں اور یہ کس طرح ہماری زندگیوں پر اثرانداز ہو رہی ہیں اور ہم بحیثیت لجنہ اماء اللہ کس طرح ان کا مقابلہ کر سکتی ہیں؟
4. مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ (مختلف مذاہب میں آنے والے مسیح کے متعلق احکامات)
5. اخلاقی کہانیاں (اسلامی اخلاقیات پر مبنی قرآنی آیات کی وضاحت کرتی ہوئی کہانیاں) (تعداد الفاظ: 1000)
6. ان کے علاوہ کوئی بھی عنوان جیسے سائنس، جغرافیہ، ماحولیات، طب، تاریخ وغیرہ کا مذہب اسلام سے تعلق پر بھی مضمون لکھا جاسکتا ہے۔

قواعد



1. الفاظ کی تعداد 1500 سے 2000 ہونی چاہیے۔
2. مضمون Microsoft Word میں ٹائپ کر کے ارسال کریں۔ مگر اردو میں مضمون ہاتھ سے لکھ کر تصویر کھینچ کر بھی ارسال کیا جاسکتا ہے۔
3. اردو ٹائپنگ کے لیے ”جمیل نوری نستعلیق“ فونٹ کا استعمال کریں اور فونٹ سائز ”15“ رکھیں۔
4. تمام اقتباسات مکمل حوالہ جات کے ساتھ لکھیں۔
5. AI جیسے Chat GPT حوالہ جات کی تلاش کے لیے ہرگز قابل اعتبار نہیں ہے۔ اس کے استعمال سے گریز کریں۔
6. مضمون جمع کروانے کی آخری تاریخ 31 جولائی 2025 ہے۔
7. اپنا مضمون اس ای میل پر ارسال کریں۔

siddiqasultana.an.nusrat@gmail.com

مارکنگ کا معیار / نمبروں کی تقسیم

مواد	20
مکمل حوالہ جات	20
اندازِ بیاں	20
املاء، رموز و اوقاف اور نبیوں اور خلفاء کے درست نام اور تسلیمات	20
اچھے اور برمحل الفاظ کا استعمال	20
کل نمبر	100